

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

ستائیسواں اجلاس

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 17 ستمبر 2020ء بطابق 28 محرم الحرام 1442 ہجری بروز جمعرات۔

صفہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
3	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
4	رخصت کی درخواستیں۔	2
11	قرارداد نمبر 82 مبنابر ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ۔	3
21	قرارداد نمبر 83 مبنابر جناب ثناء اللہ بلوج۔	4
52	قرارداد نمبر 85 مبنابر جناب نصراللہ خان زیرے۔	5
60	باضابطہ شدہ تحریک التوانہ 2 پر مجموعی عام بحث۔	6
65	اجلاس برخاستگی کی بابت گورنر صاحب کا حکم نامہ۔	7

## ایوان کے عہدیدار

اپیکر----- میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اپیکر----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

## ایوان کے افسران

اپیشل سیکرٹری----- جناب عبدالحمید سیلاچی

اپیشل سیکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہ وانی



## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 17 ستمبر 2020ء بھطابق 28 محرم الحرام 1442 ہجری بروز جمعرات، بوقت شام 5 بجکر 5 منٹ پر زیر صدارت میر عبدالقدوس بزنجو، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئئے میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

﴿پارہ نمبر ۳ سورۃ ال عمران آیات نمبر ۲۵ اور ۲۶﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - سو کیا حال ہو گا جب ہم انہیں اُس دن جمع کریں گے جس میں کوئی شک نہیں اور ہر شخص پورا پورا پائے گا جو اُس نے کمایا، اور اُنکی حق تلفی نہ ہو گی۔ آپ کا ہے اے اللہ تو جسے چا ہے ملک دے اور چھین لے جس سے تو چا ہے اور جسے تو چا ہے عزت دے اور جسے چا ہے ذلیل کر دے تیرے ہاتھ میں تمام بھلانی ہے، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيْمُ۔

**جناب اسپیکر:** جزاک اللہ۔ وقفہ سوالات۔ میرزادہ علی ریکی صاحب نہیں ہیں؟ اُس کے سوال تو آگئے ہیں، جواب بھی آگئے ہیں۔ میرزادہ علی ریکی صاحب میرے خیال میں موجود نہیں ہیں، اُس کے سوال نمبر 249,250 کو نمٹا دیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب عبدالواحد صدیقی صاحب وہ میرے خیال موجود نہیں ہیں؟ defer کیسے، جواب آگیا ہے محرک کو موجود ہونا چاہیے۔

**میر محل کلمتی:** جب محرک موجود تھے تو منظر صاحب موجود نہیں تھے۔

**جناب اسپیکر:** منظر تو تیار ہیں محرک نہیں ہے۔ واحد صدیقی صاحب کا سوال نمبر 285,286 کو بھی نمٹا دیا جاتا ہے۔ یونس عزیز زہری صاحب کا جواب نہیں آیا۔ تو یہ انکا اگلے اُس میں کر دیں۔ چلو آپ کی خاطر یونس زہری اور اصغر ترین کا سوال defer کرتے ہیں اگلے اجلاس کیلئے۔ پھر بھی سرآپ کی بات نہیں مانتے کس نے کہا؟ زادہ ریکی پھر نہیں ہیں۔ میرے خیال سے اس کو defer کر دیتے ہیں۔

**انجیئر زمرک خان اچنڈی (وزیر ملکہ زراعت و کاؤنسلیوریز):** جناب اسپیکر! جواب آیا ہوا ہے تو جواب میں دوں گاؤں ہوں نے مجھے کہا تھا کہ آپ دیتے۔

**جناب اسپیکر:** محرک کو تو ہونا چاہیے۔ سوال نمبر 271,272 کو نمٹا دیا جاتا ہے۔ وقفہ سوالات ختم۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

### رخصت کی درخواستیں

**جناب عبدالحمید سیلاچی (اسپیشل سیکرٹری):** سردار محمد صالح بھوتانی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی نہ سے باہر ہونے کے بنابر آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

**جناب اسپیکر:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**اسپیشل سیکرٹری:** میر محمد عارف محمد حسنی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ بخی مصروفیات کے بنابر آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

**جناب اسپیکر:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**اسپیشل سیکرٹری:** میر سعید احمد کھووسہ صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ کوئی نہ سے باہر ہونے کے بنابر آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

**جناب اسپیکر:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**اپیشن سیکرٹری:** محمد عمر خان جمالی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئئہ سے باہر ہونے کی بنا پر آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

**جناب اسپیکر:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**اپیشن سیکرٹری:** میرزا عبدالی ریکی صاحب نے کوئئہ سے باہر ہونے کے بنا پر آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب اسپیکر:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**اپیشن سیکرٹری:** جناب اصغر علی ترین صاحب نے نجی مصروفیات کے بنا پر آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب اسپیکر:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**اپیشن سیکرٹری:** محترمہ فریدہ بی بی صاحبہ نے نجی مصروفیات کے بنا پر آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب اسپیکر:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**اپیشن سیکرٹری:** ملکھی شام لال صاحب نے کوئئہ سے باہر ہونے کی بنا پر آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب اسپیکر:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔ ملک سندر خان ایڈ ووکیٹ صاحب۔

**میر حمل کلمتی:** point of order

**جناب اسپیکر:** جی۔

**میر حمل کلمتی:** جناب اسپیکر! آپ کی knowledge میں، دوستوں سے ایک چیز share کرنا چاہتا ہوں۔ کل، پرسوں ایک notification ہوئی ہے Public Health Department کی طرف سے جس میں انہوں نے جو district میں PHE کے حوالے سے جو tenders ہونے ہیں، چاہے وہ construction کے حوالے سے ہو یا pipe کے حوالے سے، یا مشینری کے حوالے سے، PHE کے ٹینڈرز Department نے ایک نو ٹیکلیشن کیا ہے کہ آئندہ بلوچستان میں جس ڈسٹرکٹ میں PHE کے ٹینڈرز ہونگے اُس کے مشینری اور پارپ لائزنس و ڈسٹرکٹوں میں ٹینڈرنگیں ہونگے وہ کوئئہ میں ٹینڈر ہونگے، آیا یہ کہاں کا انصاف ہے میرے خیال سے موجودہ حکومت ایک پرچون کی دکان کھولنا چاہتی ہے سینٹ کی اور سریا کی تو اس

جو ہے، بلوچستان ویسے ہی پسمند ہے اور ہر سال آپ کو پتہ ہے کہ PSDP کی کیا حالت ہے، کتنے releases ongoing work done ہیں، کتنے medicine کے حوالے سے بات کروں کہ میڈیسین ڈسٹرکٹوں کی بجائے ہیں؟ جس طرح آپ کو پتہ ہے کہ purchasing department یہاں MSD department کا جو نظام ہے وہ گودار میں ہے۔ اب کنسٹرکشن کے ٹینڈروہاں کھدائی کے صرف، وہ کھدائی بڑے بڑے پائپوں کے انتظار میں جس طرح QESCO کے پیچھے ہم چار چار سال بھاگتے ہیں، چار سال سے ہمارے پیسے ان کے پاس پڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے نہ ٹرانسفارمرز آتے ہیں نہ ہمارے پولز آتے ہیں۔ اور جن جن area کو ہم نے بجلی دی ہوئی ہے اس طرح ہر لمحہ ہیں چار چار سال سے کبھی آ کے ایک کھبلاگاتے ہیں پھر آ کے دو ہمبوں پر تار لگاتے ہیں۔ پھر دو سال بعد اس کا ٹرانسفارمر جب آتا ہے اس کے pole ہی گرجاتے ہیں۔ اس کی واضح مثال ڈسٹرکٹ گودار ہے جو میں آپ کو دکھان لے ہوں اسی طرح PHE والے جو کرنے جارہے ہیں۔ یہ میرے خیال سے اس صوبے کے ساتھنا انصافی ہوگی۔ یہاں کے لوگوں کے ساتھنا انصافی ہوگی کہ لوگ انتظار کریں کہ کب pipes آئیں گے، کب بچھائیں گے۔ اس کی کیا PHE کی طرف سے کیا guarantee ہے کہ اس کی quality جو لوگ چاہتے ہیں جو department چاہتی ہے، جن ڈسٹرکٹوں نے جس طرح C - P بنایا ہے آیا اسی quality کے pipes کیا اسی quality کی مشینری ہوگی؟ میرے خیال سے یہ ایک پرچون کی corruption کرنا چاہتے ہیں۔ اور کیا ضرورت ہے وہاں بھی تو PHE کانکھوں کے صرف اور صرف corruption کرنا چاہتے ہیں۔ چیزیں monitor کر رہے ہیں جو ذمہ دار ہیں، آیا یہاں سے pipe لے کر بھیجو گے تو وہ کہیں گے کہ ہم تو ان کے ذمہ دار نہیں ہیں جس کو الٹی کے تھے وہ کوئی سے آگئے، جو purchasing committee nominate کئے آنہوں نے خرید کے بھیجے ہیں۔ ائک ذمہ دار تو نہیں ہوں گے۔ اس کی حالت یہی ہوگی یا تو جو ہوگی وہ بارش آنے کے بعد بھر جائیگی، پائپوں کے انتظار میں یا تو پائپ کی کو الٹی، جس کو الٹی کے پائپ آئیں گے وہ دو سال بعد leak ہونا شروع ہو جائیں گے۔ جس کو الٹی کی آئے

گی۔ میرے خیال سے تمام دوستوں کے اس حوالے سے خدشات اور تحفظات ہیں کیونکہ انکا ملکہ ہے، ڈسٹرکٹ میں بیٹھا ہوا ہے اُس کے ذمہ دار بھی وہی سیکرٹری اور وہی منستر ہے، وہی چیف انجینئر ہے۔ تو آیا اس کی کیا ضرورت ہے میری آپ سے request ہے کہ اس نویکیشن cancelation کے حوالے سے ruling دیں تاکہ جو چیزیں، ہاں اگر انکو اپنے اداروں پر اپنے department کے لوگوں پر trust نہیں ہے۔

**جناب اسپیکر:** اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ اذان)

**جناب اسپیکر:** جی حمل صاحب۔

**میر حمل کلمتی:** جناب اسپیکر! میری اس حوالے سے آپ سے request ہے کہ کیونکہ آپ کو پتہ ہے پہلے سے جو بیٹھے ہوئے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** ٹھیک ہے گورنمنٹ سے پوچھتے ہیں۔

**میر حمل کلمتی:** PHE department میں، انکی اپنی پائبک فیکٹریاں ہیں، یہ ساری چیزیں وہاں سے 31 ڈسٹرکٹوں سے نکال کے ایک آدمی کے ہاتھ دینا یہ صوبے کے ساتھ سر اس نہ انسانی ہوگی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ شفافت کے بھی خلاف ہیں صوبے کا بھی نقصان ہے۔ میری آپ سے request ہے کہ اس notification کے حوالے سے نوٹس لیں۔ اور متعلقہ ادارے کو پابند کریں کہ جس طرح پہلے سے یہ ڈسٹرکٹوں کے پاس تھے تاکہ انکو پتہ چلے کہ اس پائبک کی ضرورت ہے جن چیزوں کی کیونکہ کام اُنکے ہیں ڈسٹرکٹوں کے ہیں کام یہاں پر ایک بندے کا نہیں ہے۔ تو اس حوالے سے آپ جناب کر لیں۔

**جناب اسپیکر:** جی شکریہ۔ جی زیرے صاحب۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر! education کے حوالے سے ایک موضوع ہے۔

**جناب اسپیکر:** Zero Hour تھوڑی ہے ابھی کا رروائی بھی باقی ہے بڑھانا ہے نال۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** ایک موضوع میں بحث کروں گا دونوں بھی نہیں لوں گا، ایسا تھا کہ۔

**جناب اسپیکر:** آپ اور دونوں؟

**جناب نصراللہ خان زیرے:** ہمارے صوبے کے مختلف cadet colleges ہیں اور اسی طرح مختلف BRC Colleges کا جزیں NTS والوں نے Seven class Students سے

کیلئے test لئے۔ اور پھر جس test کے مطابق اُسکے qualification کے مطابق students کی وہاں داخلہ ہونا چاہیے تھا لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اس سلسلے میں پیشین کا کیڈٹ کالج ہے انہوں نے الگ طور پر حکومت کی policy سے الگ مکمل تعلیم کی policy سے الگ اپنے طور پر انہوں نے admissions کرائے۔ ابھی بہت سارے students میں، ایک student ہے اُس کا نام مرستیاب خان ہے، اُسکے والد کا نام عبید اللہ، اُسے کے marks 74 ہیں NTS ٹیسٹ میں۔ ابھی وہ کوئی میں چوتھے نمبر اُس کی seat آ رہی تھی، کوئی کی گل نشیں 6 ہیں۔ تو اُس کا لازماً fourth number پر اُس کا نمبر اُس کی seat ہونا چاہیے۔ لیکن principal صاحب نے کیا کیا کہ اُس کا seat نہیں ہونے دیا کسی اور کو دیا۔ تو یہ سراسر violation ہے۔ منظر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں finance کے باقی بھی ذمہ داران ہیں، کہ وہ کم از کم کیڈٹ کالج پیشین والوں سے اُنکے پرنسپل سے پوچھیں کہ جو حکومت نے جو ایک policy دی ہے، کہ وہ کم از کم کیڈٹ کالج پیشین کرائیں، اپنے طور پر اگر اس طرح ہر کسی کی الگ guidelines دی ہے تمام کا الجزو، اُس کے مطابق وہ ایڈیشن کرائیں، اپنے طور پر اگر اس طرح ہر کسی کی الگ policy Cadet College Mastung ہوگی، اُس کی الگ policy کی اگل ہوگی۔ اور اُس کا الگ ہوگا۔ تو یہ پھر کس نے NTS کا test دیں جب وہ marks 74 ہیں وہ کوئی میں نمبر 4 پر ہیں تو اُس کا ایڈیشن تو ہونا چاہیے؟ میں منظر صاحب سے request کروں گا کہ مجھے reply دے دیں اور اس بارے میں آپ معلومات کر کے House کو آگاہ کریں۔ مجھے آگاہ کریں۔ Thank you very much۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

محترمہ شکلیلہ نوید نور قاضی: Point of Order جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: جی۔

محترمہ شکلیلہ نوید نور قاضی: مجھے آج call آئی۔

جناب اسپیکر: یہ کیسا point of order ہے ایک ساتھ شروع ہو گئے ہیں۔

محترمہ شکلیلہ نوید نور قاضی: سوالات اگر defer ہو گئے ہیں تو میرے خیال سے ہمیں جو باقی public importance کے points ہیں، وہ ہم بات کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: نہیں ابھی باقی کارروائی ہے نا۔ ابھی قرارداد ہیں۔

محترمہ شکلیلہ نوید نور قاضی: جناب اسپیکر صاحب! بیت المال کے، یعنی with بلوچستان میں کافی حد تک transfers کچھ اور specially females transfers ہوئی ہیں۔ بالکل انکو انکے

کو districts سے ہٹا کے دوسرے ڈسٹرکٹ میں بھجوائے گے ہیں۔ Permanent employees contract پر کیا گیا ہے۔ تو kindly آپ ایک ruling دے دیں کہ بیت المال ۔۔۔۔۔

**جناب اسپیکر:** یہ تو federal department ہے میرے خیال میں۔

**محترمہ شکلیلم نوید نور قاضی:** DG بیت المال یہاں اسمبلی میں آکے ہمیں کمیٹی ہاں میں brief کر دیں۔ اور especially Assistant Director کا کڑ صاحب وہ بھی آئیں، کہ جو خواتین ہیں انکو اونکے area سے ہٹا کے دوسری جگہوں پر، یعنی نزلہ صرف خواتین پر انکا گرا ہے؟ کہ اگر کسی نے نامنصفانی کے غلاف permanent transfer کی، آواز اٹھائی ہے، ان کے ساتھ دینے والوں کو بھی انہوں نے transfer کر دیا، اور contract staff کو۔ پر آپ لے آئیں، کم از کم اس قسم کی غندہ گردی کم از کم بلوچستان کی province میں نہیں چلے گی۔ آپ kindly ruling دے دیں اور انکے DG کو یہاں بلائیں جو انہوں نے transfers، postings اور جو بھی انہوں نے کارروائی کی ہیں اُسکا جواب دیں۔

**جناب اسپیکر:** DG یہاں کے ہیں کہ یہاں پر Director ہے؟ جی سیکرٹری اسمبلی صاحب! اس کو لکھ دیں letter کہ آجائیں اسمبلی میں، کمیٹی ہاں میں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر! آپ میرے کیس میں بھی ruling دیں کہ PHE اور Cadet College Pishin کے آفسران کو بلا لیں۔

**جناب اسپیکر:** PHE کا تو گورنمنٹ سے کچھ، بلا لیں دو چاروں کے بعد۔ جی گورنمنٹ کے اس طرف۔

**وزیر حکومتہ زراعت و آپریٹوں:** اس کے حوالے سے میں اتنا کہوں گا کہ منسٹر صاحب نہیں ہے وہ آئیں گے تو جواب بھی دینے لیکن کچھ projects پر میرے معلومات کے مطابق جس طرح agriculture ہے۔ کچھ

ہوتے ہیں اور کچھ ہوتے ہیں provincial projects اور federal projects اور provincial projects کو district level پر کرتے ہیں۔ لیکن district level پر

مجھے کوئی ایسا وہ نہیں ملا ہے کیونکہ district level پر جو وہاں اُسی department کا کوئی

ایکسین، کوئی director یا deputy director جو بھیجتے ہیں لیکن وہ اُسی level پر ہوتے ہیں۔ میرے knowledge میں تو کوئی ایسا notification نہیں آیا ہے۔ ایک provincial

project تھا جو پچھلے سال وہ PHE یہاں provincial level پر کر دیا۔ جو بڑے projects وہ

district level پر ہوتے ہیں۔ باقی provincial level والے وہ district level میں ہی

ہوتے ہیں۔

**جناب اسپیکر:** نہیں میرے خیال میں district کے بھی سارے اس میں ہیں۔ notification میں ہے کہ district کے جتنے اسکیم ہیں وہ سب۔ جی letter کو secretary لکھیں کہ یہ کیا ہے اس کی وضاحت کریں یہ بھی آپ پشین کے کیڈٹ کالج کو بھی لیٹر لکھیں کہ اس کا کیوں نہیں ہوا۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** ملک سکندر صاحب کا اہم قرارداد ہے پھر ہم کارروائی کی طرف آئیں گے۔ جناب والا! حکومت بلوچستان نے گزشتہ دور میں، حکومت پنجاب کے ساتھ ایک باہمی بھائی چارے کے رابطے پر کچھ منصوبہ دستخط کیے۔ ان میں ایک یہ بھی تھا کہ بلوچستان اور جو ساقہ فٹا ہے وہاں سے جتنے بھی طالب علم پنجاب میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے آئیں گے ان کے لیے کچھ مخصوص نشانیں ہیں۔ پنجاب کی یونیورسٹیوں میں، بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ہے، بہاولپور یونیورسٹی ہے، اور بھی کئی ایسے کالج اور ادارے ہیں۔ اور طے پایا تھا کہ جب وہ آئیں گے ان کو فیسوں میں مکمل رعایت دی جائے گی۔ ان کی رہائش وغیرہ تاکہ جو بلوچستان میں نوجوان تعلیم سے محروم رہے ہیں یا بلوچستان کے جن علاقوں میں تعلیم کی سہولتیں دستیاب نہیں ہیں تو ان کو دوسرے صوبوں کے برابر لانے کے لیے ان کو یہ والی سہولت دی گئی تھی۔ لیکن یہ گزشتہ ایک سال سے گوہ PTI کی حکومت آئی ہے وہ کہتے ہیں کہ بلوچستان کے حوالے سے بڑی ہماری اچھی پالیسی ہے لیکن unfortunately سے بہاولپور یونیورسٹی، بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی کے سارے نوجوان اور بچے اس وقت وہاں camp گائے ہر تال کر رہے ہیں۔ اور آج سنا ہے کہ کچھ گرفتاریاں بھی ان کی ہوئی ہیں۔ جو وائس چانسلر صاحبان ہیں وہ بچھلی حکومت کے اُس معاملے کو وہ honour نہیں کر رہے اُس کا احترام نہیں کر رہے۔ تو میں نے اس سلسلے میں secretary higher education سے بات کی ان کی بہت مہربانی انہوں نے اس سلسلے میں ایک letter بھی بہاولپور یونیورسٹی والوں کو لکھا اور اور اُس نے higher secondary education والوں کو جو پنجاب میں ہیں، پھر اسکی copy کو باقی یونیورسٹیوں کو بھی انہوں نے پہنچی ہے میں نے personally chief minister Punjab address کیا ان کے staff سے بات کی۔ وہ details بھی ان کو فراہم کیے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ sir آپ اسپیکر! ہیں custodian ہیں۔ ہم سب کے بچے تمام اصلاح سے ہیں بچے وہاں پڑھ رہے ہوں گے۔ آپ کم سے کم یہ کرے کہ جو معاملہ بچھلی حکومت میں حکومت پنجاب کے ساتھ ہوا تھا آپ کم سے کم یہاں سے ایک روونگ دیں یا یہاں سے ایک letter جائے اسپیکر! پنجاب کو کہ جو معاملہ ہمارا ہوا تھا اُس کو آپ لوگ honour

کریں۔ چیف نسٹر کو آپ کی طرف سے اگر جائے گا یا چیف نسٹر بلوچستان اُس کو لکھیں گے کہ جو معہدہ ہوا ہے اُسی کو صرف honour کریں۔ ہمارے بچے اس سے زیادہ کچھ نہیں مانگ رہے ہیں۔ تو یہ آپ کی محترمانی ہو گی تاکہ یہ بچوں کا احتجاج اور سلسلہ ختم ہو۔ شکر یہ۔

**جناب اسپیکر:** شاء بلوچ سے contact کر کے ایک letter بنادیں گورنر اور پنجاب اسمبلی کے اسپیکر کو بھی۔ ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ صاحب قائد حذب اختلاف آپ اپنی قرارداد نمبر 82 پیش کریں۔

### قرارداد نمبر 82

**ملک سکندر خان ایڈو وکیٹ (قائد حذب اختلاف):** أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔  
ہر گاہ کہ ملک اور صوبہ کے عوام گزشتہ 70 سالوں سے آئین پاکستان اور ملکی قوانین کے بلا تفریق و امتیاز، نفاذ کے آرزومند ہیں جو تا حال تشنہ ہے۔ حالیہ کمر توڑ مہنگائی کے باعث عوام شدید مشکلات کا شکار ہیں۔ آئین و قانون کا یکساں لا گونہ ہونے کی وجہ سے عوام میں مایوسی اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ معاشرے میں مایوسی کا عالم چھایا ہوا ہے جس سے برداشت، تحصیل روایات اور اقدار کا خاتمه ہو رہا ہے۔ حکومتیں اور روزاریں آتی اور چلی جاتی ہیں جبکہ بیوروکریسی کے آفسیر ان ۲۵ تا ۳۰ سالوں تک ملک اور صوبہ کے عوام کی خدمت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ انتظامیہ آئین کا تیسرا اہم ستون ہے جس کی ذمہ داری آئین اور قانون پر عملدرآمد کروانا ہے بانی پاکستان، قائد اعظم محمد علی جناح کے فرمودات کے مطابق اگر انتظامیہ اپنے فرائض منصبی بطريق احسن سرانجام دیں تو معاشرہ کے تمام مسائل و مشکلات پر قابو پایا جاسکتا ہے اور انتظامیہ ہی عوام کا اعتماد آئین کے تین ستونوں پر بحال کرنے میں صفت اول کا کردار ادا کر سکتا ہے۔ مزید برآں بانی پاکستان نے مختلف موقع پر اپنے خطابات میں آفسیران سے فرمایا کہ قوم و ملک کا جذبہ ہی انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور انھیں احساس دلایا کہ انھیں قانون و ضابطہ کا ساتھ دینا چاہیے اور سیاسی دباؤ میں نہیں آنا چاہیے۔ اسی طرح عدالت عظمی اور عدالت عالیہ نے بھی اپنے فیصلوں میں بار بار احکامات جاری کیے کہ بیوروکریسی کسی کا بھی غیر قانونی حکم تسلیم نہیں کریں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ انتظامیہ پر عوام کا اعتماد بحال اور آئین و قانون پر بلا تفریق عمل کرنے کو یقینی بنائے تاکہ عوام میں پائی جانیوالی احساس حرومی کا خاتمه ممکن ہو سکے۔ شکر یہ جناب اسپیکر۔

**جناب اسپیکر:** جی، قرارداد نمبر 82 پیش ہوئی۔ کیا محکم قرارداد نمبر 82 کی feasibility میں کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

**قائد حذب اختلاف:** جناب اسپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ یہ انتہائی اہمیت کا حامل قرارداد ہے۔ یہ ہمارے

اس ملک کو بچانے، اس کو اسٹھکا م دینے، اور اس کی خوشحالی کا ضامن ہے۔ اور اس قرارداد کی مکمل پزیرائی ہوئی تو مجھے یقین ہے کہ پاکستان میں موجود بے چینی اور یہ جو پاکستان میں غیر یقینی کی کیفیت ہے اس کا خاتمہ ہو گا۔ جناب اپیکر! 70 سالوں سے ہم ایک ہی رٹ لگارہ ہے ہیں کہ پاکستان انتہائی نازک دور سے گزر رہا ہے۔ پاکستان میں حالات دگرگوں ہیں، پاکستان مسائل اور مصائب کا شکار ہے۔ کوئی بھی عشرہ ان سات عشروں میں ایسا نہیں آیا ہے جناب اپیکر! جہاں یہ احساس عوام کو ہو کے جی اب ہم ترقی کی طرف گامزن ہیں۔ یا ہمارے مشکلات قابو میں آئے ہیں۔ جناب اپیکر! اساری چیزیں آپ کے سامنے ہیں آج نئے پاکستان کی بات ہو رہی ہے۔ لیکن 1947ء کے عشرے کے آخر میں بھی اور پھر 1950ء کا پورا عشرہ یہ نئے پاکستان کے نام سے جس طرح آج لفاظی ہو رہی ہے۔ اُس وقت بھی نئے پاکستان کی بات تھی۔ پھر جناب اگر آپ 1960ء کی دہائی دیکھ لیں وہ تو صنعت و حرفت کی حوالے سے باتیں ہو رہی تھی۔ جناب پھر اگر آپ 1970ء کو دیکھ لیں تو پھر وہ سو شلزم کا پاکستان بن رہا تھا پھر جب pressure پڑا اسلامی سو شلزم کی بات ہوئی۔ پھر جناب آپ 1977ء کے بعد دیکھ لیں تو پورا اسلامی پاکستان بنا۔ پاکستان میں شریعت کے مطابق حدود نافذ ہوئے۔ قصاص و دیت کا قانون نافذ ہوا۔ ڈیکٹی اور چوری کا جو حد ہے وہ نافذ ہوا، قذف نافذ ہوا، شراب کے خلاف یہ آج بھی ہمارے قانون کا حصہ ہے۔ لیکن یہ جناب اپیکر! اس 35 سالوں میں ایک بھی شق پر آج تک کوئی عملدرآمد نہیں ہوا ہے۔ فیڈرل شریعت کورٹ بنی ہے لیکن یہ دھوکہ دہی والا جو سلسلہ ہے وہ بدستور قائم ہے۔ وہاں یہ قانون ہے اُس کا جو construction ہے اُس کا جو structure ہے وہ یہ ہے کہ اُس میں 2 علماء ہوں گے اور 5 اُس میں بھر ہوں گے۔ لیکن ایک عالم بھی فیڈرل شریعت کورٹ میں نہیں ہے۔ اور فیڈرل شریعت کورٹ میں نوکری کرنے والا اپنے آپ کو سزا یافتہ سمجھتا ہے۔ جس طرح ہمارے یہاں کسی آدمی کو یہاں سے آواران ٹرانسفر کیا جائے یا قمردین ٹرانسفر کیا جائے یا اُس کو ڈریہ بکٹی ٹرانسفر کیا جائے تو کہتے ہیں کہ جی مجھے سزا دی گئی۔ اگر کسی ہائی کورٹ کے نجح کو فیڈرل شریعت کورٹ کا نجح بنایا جاتا ہے تو ہماری mentality یہ ہے کہ اس کو سزا کے طور پر لیا جاتا ہے۔ وہ اسلامی جو پاکستان تھا اُس پر بھی کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ پھر اُس کے بعد جناب اپیکر پھر خوشحال پاکستان ہگرین پاکستان، لتنے کتنے پاکستان۔ پھر مشرف کے دور میں سب سے پہلے پاکستان اُس میں جو باہر سے import جو معاشرہ کیا گیا جو یہاں کے عوام کا جو آباد اجادا سے جو قابلی معاشرہ تھا اُس کا تہس نہیں کرنے کے لیے یہ معاشرہ چلا دہ بھی ختم ہوا۔ اب پھر نیا پاکستان ہے اور اس نئے پاکستان میں پھر یہ بھی کہا جاتا ہے ریاست مدنیہ کی بات ہوتی ہے۔ جناب اپیکر! صاحب ریاست مدنیہ یہ دنیا کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے پاکستان کے عوام کے

ساتھ ٹلم ہورہا ہے۔ ریاست مدینہ کی باتیں کی جاتی ہیں لیکن عمل کی دُنیا میں کچھ بھی نہیں ہے۔ صرف لفاظی ہے اور اسی لیے پاکستان 70 سالوں سے جو غیر یقینی کیفیت کا شکار ہے۔ جو ریاست مدینہ میں حراستے ایک خاتون زیورات سے لیں جناب اپیکر صاحب! اکیلی چلتی ہے مدینہ منورہ پہنچتی ہے اُس کو میلی آنکھ سے دیکھنے کا کسی کو جرات نہیں ہوتا۔ لیکن یہاں کی جو ریاست مدینہ کی بات ہوتی ہے تو سب سے جو رش والا پنجاب میں جو way ہے وہ motorway ہے جہاں ایک سینڈ کے لیے بھی گاڑیاں نہیں رکھتی وہاں gang rape ہوتا ہے عصمت دری ہوتی ہے۔ یہ ریاست مدینہ ہے کیا۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ لفاظی کرتے کرتے آج ہم اس حد تک پہنچے ہیں کہ ہمارا اعتماد ہر لحاظ سے جناب اپیکر! بتاہ ہو گیا۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ اس کو آج اب تک جو 70 سال ہم نے گزارے ہیں اُس 70 سال کے بعد آج کم سے کم یہ تو ہونا چاہیے کہ ہم راہ راست کی طرف ایک سوچ بنائیں، راہ راست کی طرف ایک قدم اٹھائیں اور اگر ہم راہ راست قدم اٹھائیں گے جناب اپیکر! تو پھر ہم ترقی کے منازل طے کریں گے۔ یہ میں عرض کرتا ہوں جناب کہاب یہ جو میری قرارداد ہے اس پر عمل من و حل عمل درآمد کرنا ہمارا قومی، اخلاقی، اسلامی، معاشی، اور معاشرتی فریضہ ہیں۔ کیوں کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس ملک میں قانون اور آئین کی بالادستی نہیں ہے۔ اور یہ جو تمام فتنے اُبھرہے ہیں یہ جو تمام فتنے سر اُٹھارہے ہیں اُس کی بنیاد یہ ہے کہ یہاں آئین کی بالادستی نہیں ہے۔ جناب اپیکر صاحب! ہر جو منصب دار ہے وہ اس آئین کے تحت حلف اٹھاتا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ مجھے اللہ پاک کی قسم ہے کہ میں اس حلف کی اس آئین کی پاسداری کروں گا۔ اس آئین پر عمل درآمد کراؤں گا لیکن practically ہر قدم پر آئین کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ ہمارے یہاں قانون کی بالادستی ساری دُنیا میں یہ کہا جاتا ہے ہمارے بھی جو بر سر اقتدار لوگ ہیں وہ آکر کہتے ہیں کہ جی قانون کی بالادستی قائم رکھیں گے، قانون میں کوئی تفریق نہیں ہو گا۔ لیکن جناب اپیکر صاحب! آپ کے سامنے ہے وہ جو کمانی دار چاکو ہے وہ بھی اسلحے کی زمرے میں آ جاتا ہے 1965ء کے arms ordinance میں، اُس میں تو 6 مہینے تو سزا ہو جاتی ہے اور جو بائیس بور کا پستول ہے اُس میں چھ مہینے کی سزا ہو جاتی ہے لیکن جناب اپیکر! ہمارے آنکھوں کے سامنے تمام بلوچستان کے عوام کے سامنے پانچ، چھ بڑی بڑی گاڑیوں میں کالے شیشے لگے ہوئے ہیں اور اُس میں کلاشکوف بردا مختلف سڑکوں پر دندناتے پھرتے ہیں اس غریب عوام کا پھر کیا ہو گا۔ ان کی سیاسی آزادی کیا ہو گی، ان کی معاشی آزادی کیا ہو گی، ان کی معاشرتی آزادی کیا ہو گی۔ یہ اس طریقے سے بندوق لہر کر جب وہ چلیں گے تو ایک عام آدمی کی کیا کیفیت ہو گی۔ اس ملک میں ہم یہ کہتے ہیں کہ جو منوعہ بور ہے prohibit بور وہ کوئی لیکر نہیں جاتا لیکن ہمارے کوئی میں کیا حشر ہے کیا

ہورہا ہے۔ لوگوں کی زمینوں پر بھی قبضہ ہوتا ہے پھر اسی طرح سے لوگوں کی جائیدادوں پر بھی قبضہ ہوتا ہے لوگ جائیں تو کہاں جائیں۔ مہنگائی کی یہ صورتحال ہے کہ اب 1 سو 5 روپے، 1 سو 3 روپے چینی کا ایک گلو ہے اسی طرح position آٹے کی ہے اس طرح position گھی کا ہے۔ تو اس طریقے سے کچھ عرصہ لوگ ایک دوسرے سے قرض لیکر ایک دوسرے سے ادھار لیکر ایک دوسرے سے خیرات لیکر اپنی بچوں کا پیٹ پالینگے۔ لیکن جب کچھ عرصہ گزرے گا تو پھر کیا ہو گا کہ لوگ چھیننا شروع کریں گے۔ اور ایسی صورتحال میں جناب اسپیکر! ایسی صورتحال میں آپ پھر اس معاشرے سے کیا موقع رکھیں گے کہ اس معاشرے کے لوگ پھر کرپشن روکے گے پھر اس معاشرے میں بد عنوانی ختم ہو گی قطعاً نہیں ہو گی تو اس لیے اس بات کی انتہائی ضرورت ہے کہ یہاں law situation and order کا جو گذاشتا ہے یہ بھی ہمارے سامنے ہے اور جو حقیقتی برائیاں ہے یہ جو بد عنوانی ہے یہ جو کرپشن ہے۔ اب جناب اسپیکر! آپ خود اندازہ لگائیں جب کرپشن میں کمیشن میں بد عنوانی میں ملکہ میں توزلہ ایک گلرک یا کیشیز پر پڑتا ہے قانون کا بلا امتیاز اطلاق نہ ہونے کی وجہ سے order in the house جناب اسپیکر: جی میرا سد صاحب! please آپ میں بات نہ کریں اسپیکر کو سنیں!

**قائد حزب اختلاف:** جناب! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو ملکے کے سربراہان ہیں ان کے سامنے ایک ایک روپے کی چیز آ جاتی ہے لیکن نظمی کی وجہ سے یا پھر اس طرح ہوتا کہ سیاستی دباؤ کا شکار ہو کر پھر وہ ساری مصلحت درمیان میں آ جاتی ہے۔ اور حقائق پیچھے چلے جاتے ہیں۔ تو اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ قانون کے جو بھی تقاضے ہیں ان پر من و عن عملدرآمد ہو۔ آئین کا جو بھی تقاضہ ہے اُس پر عملدرآمد یقین ہو اور اس طریقے سے عوام کا اعتماد بحال ہو گا۔ آج ہمارے معاشرے میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں یہی بداعتمادی اسی وجہ سے ہمارے معاشرے میں تخل ختم ہو رہا ہے۔ برداشت کی قوت ختم ہو رہی ہے افراتفری ہے تو اس لیے اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ یہ آج سے یہ یہ کیا جائے اور اس قرارداد کی بنیاد پر یہ جناب اسپیکر صاحب! یہ اس کو یقینی بنایا جائے۔ کہ یہاں قانون کی بادشاہت ہو گی آئین کی بادشاہت ہو گی۔

**جناب اسپیکر:** محمد خان لہڑی صاحب! please آپ میں بات نہیں کریں۔ رشید لا لا صاحب! آپ میں بات نہیں کریں، کم از کم اسپیکر کو سنیں آپ لوگ۔ جی۔

**قائد حزب اختلاف:** جناب اسپیکر! سب سے جو پہلی بات ہے ہمیں آئین کا جو تیسرا ستون ہے ہمیں اس کی مدد کرنی چاہیے ہمیں اسکو قوت دینی چاہیے ہمیں اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ تاکہ law and order کو وہ قائم رکھ سکے اگر ہم اس میں حکومتی سطح پر interfere کرتے ہیں تو پھر ان کے لیے بھی جب

راستہ کھلتا ہے۔ تو پھر وہ بھی اپنا کام دیکھتے ہیں تو بنیادی چیز یہ ہے کہ جو آئین کا انتظامیہ کا ستون ہے اُس کو اپنے اختیارات کے مطابق ان کو چھوڑ جائے۔ اور ان کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ان کو بتایا جائے کہ یہ تھارا قانون ہے اور یہ تھارا کام ہے اس کو تم نے ہر قیمت پر بھانا ہے تاکہ ان کی حوصلہ شکنی نہ ہو۔ اور وہ آگے چل کر اپنے کام کو سنبھالیں اگر آج بھی یہ دیا جائے جناب اسپیکر صاحب! مجھے یہ یقین ہے اگر آج انتظامیہ کو یہ باور کرایا جائے کہ تمہارے اوپر کوئی سیاسی پریشانیں ہو گا تمہیں کوئی blackmail نہیں کرے گا۔ تمہیں کوئی سزا نہیں دے گا تم کو قانون پر عملدرآمد کرنے کا تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے جتنے بھی چیک پوسٹ ہیں بلوچستان میں کسی بھی چیک پوسٹ پر FC کی آپ کو ضرورت نہیں پڑے گی۔ جناب اسپیکر صاحب! جتنی آپ کی پولیس کے پاس وہ قوت ہے وہ جوان ہیں وہ training شدہ ہیں ان کے پاس وسائل ہیں ان وسائل کی بنیاد پر لیکن شرط اس بات کی ہے۔ کہ آپ نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم نے قانون کی بالادستی کے لیے جو تیرا pillar ہے اُس کو مکمل اختیار دینا ہے اور اگر آپ نہیں دیگے جناب اسپیکر! تو تاریخ گواہ ہے کہ جب ان کو پھر موقع ملتے ہیں تو وہ بھی اپنے جس طرح بھتی نگاہ ہے اُسیں ہاتھ دھولیتے ہیں جناب 1955ء کے آراء میں جب محمد علی بوگرہ کو وزیر اعظم بنایا گیا۔ تو اس وقت ایوب خان ایک جزل کی حیثیت سے باور دی وزیر داخلہ بن گئے اسی طرح ایک سیکرٹری داخلہ تھے سکندر مرزاصاحب وہ سیکرٹری داخلہ ہوتے ہوئے وزیر داخلہ بن گئے۔ اور پھر اسی طرح ایک صاحب تھے سیکرٹری جزل جو سول سروس کے تھے چودھری محمد علی انہوں نے اپنے آپ کو وزیر خزانہ بنالیا۔ تو اگر اس طرح بے لگام طریقہ کار ہو گا تو پھر اس ملک میں افراتفری بھی ہو گی اس میں ملک میں پریشانی بھی ہو گی۔ اس ملک میں لوگ اپنے حقوق سے بھی محروم رہیں گے۔ اور پھر یہ جو اعتماد ہے قوم سے محبت کا ملک سے محبت کا عوام سے محبت کا یہ رشتہ ٹوٹا شروع ہو جائیں گے۔ جوانہتائی المناک صورتحال میں آجائے گی جناب اسپیکر! ایک دوسری گزارش ہے قانون کی بلادستی جو انتظامیہ کا فرض ہے آج حکومت بنتی ہے کوئی حکومت دو سال چلتی ہے کوئی ڈھائی سال چلتی ہے چلو کوئی پانچ سال اُس کے بعد وہ حکومت ختم ہوتی ہے پھر آتی ہے دوسری پھر تیسری پھر پوچھی لیکن یہ جو ہمارے تیرے pillars کے جو آفیسران ہیں جو اس کے تمام پر زے ہیں یہ 25 سے 30 سال تک مسلسل اپنے مکھے میں خدمات انجام دیتے ہیں۔ یہ اپنی سروز deliver کرتے ہیں ان کے تجربات بھی ہیں ان کا education بھی اس سطح کا ہے PCS ہے آفیسران ہیں یہ اس category کے آفیسرز ہیں یہ اچھا قوم کو ہر لحاظ سے قوم کے لیے ایک اچھا سرمایہ ہیں۔ لیکن اگر ان کو اس طریقے سے ایک دوسرے کے خلاف یا اپنے مخالف کے خلاف استعمال کیا جائے یا کسی کو victimise کرنے

کے لیے استعمال کیا جائے تو پھر ایک کو تو وہ سزادے گا۔ لیکن تین اور بھی اپنے طرف سے تین اور کوئی بھی سزادے گا اس طرح پھر معاشرے میں بحران کی کیفیت ہوگی۔ تو جناب اس طرح آپ جو ہمارے اس ملک کے محمد علی جناح صاحب ان کو آپ دیکھ لیں انہوں نے اپنی پوری زندگی میں جوزندگی تو خیر کم اللہ نے دی وہ جو چاہتے تھے وہ نہیں ہوا سکا۔ لیکن فرمودہ تھے جس کی کاپی یہاں مسلک کی ہے اُن کے سامنے بھی اُس وقت جو آج پاکستان کی کیفیت ہے اُس وقت کی کیفیت بھی اُن کے سامنے تھی انہوں نے بھی مختلف مقامات پر آفیسران سے خطاب کرتے ہوئے انہی باتوں کی طرف انہوں نے توجہ دلائی۔ کہ یہ جو پاکستان ہے یا پاکستان کی ضرورت ہے یا پاکستان کو کیا کرنا چاہیے یہ ساری چیزیں جناب اسپیکر چٹا گانگ میں 25 مارچ 1948ء کو خطاب کرتے ہوئے بانی پاکستان نے فرمایا آپ خواہ کسی بھی محلے میں کام کرتے ہو لوگوں کے ساتھ آپ کا برداشت اور سلوک خوش اخلاقی پر منی ہونا چاہیے۔ ماضی کے بدنام روایات کو اب تک رکھ دی جائے اب آپ حاکم نہیں رہے اب آپ برس اقتدار طبقے یا جماعت میں نہیں رہے، اب آپ ملازم اور خادم ہیں لوگوں کو یہ محسوس کرادی جائے کہ آپ اُن کے ملازم اور دوست ہیں۔ عزت و تکریم انصاف اور غیر جانبداری کا اعلیٰ ترین معیار قائم کیجئے اگر آپ ایسا کریں گے تو لوگ آپ پر اعتماد کریں گے آج جناب اسپیکر صاحب! بڑی وجہ یہ ہے کہ اعتماد کا فقدان ہے ہر طرف سے لوگ آپ پر اعتماد کریں گے اور آپ کو اپنا دوست خواہ سمجھیں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ تو ہمارے سامنے اور یہاں جو تشریف فرم حضرات ہیں اُن سب کے سامنے ہے کہ پہلے بلوچستان میں ایک نائب تحصیلدار جناب اسپیکر! مقرر ہوتا تھا۔ اُس کا فیصلہ کیونکہ وہ نیک نیتی پر ہوتا تھا اُس کے اندر دباؤ enquiry officer نہیں ہوتا تھا وہ اپنے freemand کے ساتھ فیصلہ دیتا تھا اُس فیصلے پر اعتراض نہیں ہوتا تھا لیکن جب بعد میں بگڑ پیدا ہوئی تو لوگوں نے نائب تحصیلدار کے بجائے ڈپٹی کمشنر کا مطالبہ کیا پھر جب بگڑ پیدا ہوئی تو انہوں نے کمشنر چھوٹی سی بات ہے ڈپٹی کمشنر سے enquiry کرائی جائے کمشنر سے enquiry home کرائی جائے secretary enquiry سے chief secretary کرائی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ enquiry سے chief secretary کا مطالبہ کرنا اس سے نیچے کے آفیسران پر کس کو بھی اعتماد نہیں رہا جب یہ سلسلہ بھی ختم ہو تو جب پھر judiciary کی طرف چلے گئے سیشن نج سے enquiry کرائیے۔ پھر اُس کا مطالبہ ہوتا تھا کہ جی ہائی کورٹ کے کسی نج سے enquiry کر دی جائے آج کل آپ دیکھتے ہیں مطالبہ ہوتا ہے کہ پریم کورٹ کے سینئر نج سے enquiry کر دی جائے تو یہ تمام وہ چیزیں ہیں۔ جس کو ہم نے انتہائی سوچ کے ساتھ اس کی طرف دیکھنا ہے کہ ہماری یہ تباہی کیوں ہو رہی ہے نائب

تحصیلدار پر آپ کا کیوں اعتماد ختم ہوتا ہے کیا اُس نائب تحصیلدار کو اگر اُسی وقت اُس کے فرائض کا آپ یاد دلا دیتے کہ تمہاری یہ ذمہ داری تھی کہ تمام اللہ کو حاضر ناظر جان کر تم اپنی enquiry report دیتے جو بھی مجرم ہوتا آپ اُس کو کہتے کہ یہ مجرم ہے تو تمہارا اعتماد بحال رہتا وہ نہیں ہوا تو اعتماد ختم ہو گیا۔ تو اعتماد کی بحالی صرف اور صرف عدل سے ہوتی ہے انصاف سے ہوتی ہے۔ جہاں عدل اور انصاف نہیں ہو وہاں اعتماد کسی بھی صورت میں نہیں آتا۔ جناب ایک اور اقتباس بانی پاکستان کی تقریر سے جناب کے سامنے عرض کرتا ہوں۔ انہوں نے اسلامیہ کالج پشاور میں اپریل 1948ء میں آفیسران سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا مجھے امید ہے کہ آپ میں سے ہر ایک اپنے اپنے دائرہ عمل اور اپنی اپنی ذمہ داری سے آگاہ ہو گا مجھے آپ سے یہ کہنا ہے کہ ایک دوسرے سے مکمل تعادن اور ہم آہنگی کے ساتھ کام کیجیہ ذہن میں یہ رکھتے ہوئے کہ اسے اپنے دائرہ عمل کے حدود میں رہنا ہے اگر آپ اپنی جگہ عزم صمیم اور جوش و خراش سے آغاز کریں گے تو مجھے امید ہے کہ ان سیاستدان یعنی اشارہ سیاستدانوں کی طرف ہے انہوں بھی احساس ہو جائے گا کہ اس مجھے یا اُس مجھے اس officer یا اُس officer پر اپنا اثر و سوناخ ڈال کروہ ایک بہت بڑی بدی کی عمارت کھڑی کر رہی ہیں۔ اور سرکاری ملازمتوں کے اخلاق خراب کر رہے ہیں۔ اگر آپ اپنی جگہ ارادے کے ساتھ اڑاۓ رہے تو آپ اپنی قوم کی زبردست خدمت سرانجام دیں گے۔ مجھے معلوم ہے کہ سرکاری ملازم میں پرداز ڈالنا اور سوناخ سیاستدان اور سیاسی جماعتوں کے سر بریدہ لوگوں کی ایک عام بیماری ہے۔ لیکن مجھے امید ہے کہ آج سے میری اس عاجزانہ نصیحت کے مطابق عمل کرنے کا ارادہ اور عہد کریں گے اپنی بات تو یہ کہ میں آپ کو بتاتا چلوں وہ یہ ہے کہ آپ کو کسی قسم کی سیاسی دباؤ میں نہیں آنا چاہیے آپ کو کسی سیاسی جماعت یا کسی سیاستدان کا عصر نہیں لینا چاہیے۔ اگر آپ واقعی پاکستان کا وقار بلند کرنا چاہتے ہیں تو آپ کسی طرح کی دباؤ کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ عوام اور ملکت کے سچے خادم کی حیثیت سے اپنا فرض بے خوفی اور بے غرضی کے بجائے۔ خدمت ملکت کے لیے وہی حیثیت رکھتی ہے جو ریڑ کی ہڈی کی جسم کے لیے ضروری ہے۔ جناب اسپیکر بانی پاکستان نے اُس وقت بھی انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ حکومتیں بنتی ہیں اور حکومتیں گرتی ہیں وزراءً اعظم آتے ہیں اور وزراءً اعظم جاتے ہیں وزیر آتے ہیں اور وزیر جاتے ہیں لیکن آپ لوگ وہی رہتے ہیں۔ یہ جوان تنظامیہ ہے ان کے آفیسران کو یہ فرماتے ہیں۔ کہ آپ وہی رہتے ہیں آپ کے کندھوں پر ایک عظیم ذمہ داری آ جاتی ہے آپ کا اس سیاسی جماعت یا اُس جماعت یا اس سیاسی لیڈر یا اُس سیاسی لیڈر کی حمایت کرنے میں کوئی ہاتھ نہیں ہوئی چاہیے۔ لیکن آج ابھی جو آپ کے سامنے point of order پر بات ہوئی اور اس طرح روز اس قسم کی باتیں ہوتی ہیں۔ تو ایسی صورت میں لوگوں کا اعتماد کہاں بحال

ہوں گے لوگوں کو یقین آپ پر کیسے آئے گا لوگوں کی جو پریشانیاں ہیں وہ کیسے دور ہونگے۔

**جناب اسپیکر:** ملک صاحب اب conclude کر لیں۔

**قائد حزب اختلاف:** میں conclude کر رہا ہوں جناب اسپیکر صاحب! ان کا یہ بھی فرمان ہے شاید وزراء کی ناز برداری سے الگ رہ کر آپ کو نشانہ بننا پڑے اس وقت بھی ان کو کہا آج بھی یہ کہہ کر توڑا تھا وزیر صاحب کی بات نہیں مانی ان کی وہ اس کا نشانہ بنتی ہیں عتاق نشانہ لیکن آپ نے ان کو اس وقت بھی یہ کہا آپ کو آپ کو اس سے بھی تکلیف پہنچی گی آپ غلط کام کے بجائے صحیح کام کیوں نہیں کر رہے آپ کو قربانی دینی ہو گی اور میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آگے بڑھیں اور قربانی دیں وہ آپ black list ہو جائیں یا پریشانی اور تکلیف میں مبتلا کر دیے جائیں آپ کی ان قربانیوں سے حالات بدل گے یہ اس وقت کہا گیا اور آج بھی اگر یہ اس پر نہیں عمل ہو تو پھر یہی کسپرسی جو 70 سال سے ہے جناب سپریم کورٹ نے اور عدالتون نے بھی بارہا انتظامیہ کے افسران ذمہ داران نے ان کو بارہا یہ کہا ہے کہ آپ کسی غیر قانونی آرڈر کو مانے کے آپ بالکل پابند نہیں ہیں آپ نہ مانیں تو میں صرف ایک ریلفنس دوں گا 1995 PLD یہ سپریم کورٹ کا فصلہ ہے۔ جس میں

**جناب اسپیکر صاحب! سپریم کورٹ کے دولفظ ہیں وہ میں پڑھ دیتا ہوں:**

Government servants should comply only with those orders, directions of his superiors which were legal and within his competence. Compliance of illegal or an incompetent direction, order could neither be justified on the plea of same having been issued from superior authority nor same could be depended on the ground that non-compliance thereof could have exposed concerned government servant to the risk of disciplinary action.

یہ role of bureaucracy کو سپریم کورٹ نے بارہا define کیا ہے جناب اسپیکر صاحب! کہ آپ کسی بھی غیر قانونی آرڈر معنی کے پابند نہیں ہیں لیکن unfortunately ہماری بذریعی کی وجہ سے ہم نے اس جوانہتائی اہم ستون ہے اس کو ہم نے ignore کیا۔ اس کو ہم نے اپنے مقاصد کے لئے استعمال شروع کیا تو آج نتیجہ یہ ہے یہ ہمارے ملک میں آؤے کا آواہی بگڑا ہے اور یہ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ اپنے بھائیوں سے بھی کہ اس قرارداد کو پذیرائی دے دیجیے۔ اس قرارداد منظوری سے اور اس کی پیروی سے انشاء اللہ

العزیز ہم ایک نیا foundation stone رکھیں گے پاکستان مضبوطی کا اور اس پر جو ہم دیوار کھڑی کریں گے اور ناقابل تخریب ہوگی۔ بہت شکر یہ جناب اسپیکر صاحب۔

**جناب اسپیکر:** جی بس کریں ہو گیا، ملک صاحب نے سب کا ٹائم لے لیا۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** thank you جناب اسپیکر۔ جناب opposition leader صاحب کی جو قرارداد ہے جناب اسپیکر! اگر آپ قرارداد کے آخری پیراگراف پر آپ نظر دیکھیں اُس میں بڑی شدود مکے ساتھ کہا گیا ہے کہ اگر آئین و قانون پر بلا تفہیق عمل کرنے کو یقینی بنائیں تاکہ عوام میں پائے جانے والی احساس محرومی کا خاتمه ہو سکے۔ جناب اسپیکر! اصل میں اس ملک کا شروع سے یہی problem رہا ہے کہ اس ملک میں آئین و قانون پر کبھی بھی عمل نہیں ہوا۔ جناب اسپیکر! پہلے دن سے جب اس ملک کا قیام عمل میں آیا 11 اگست 1947ء کو جناب اسپیکر! ملک کہ بانی کی آئین ساز اسمبلی میں اس نے تقریر کی اس تقریر کو بھی اس کے سیاق و سبق کو بھی اس بات پر رات گئے تک بحث جاری تھی کہ ملک کے بانی کے تقریر کو کس طرح الگ روز اخبارات میں شائع کیا جاسکے ان کے تمام سیاق کو مٹانے اور ہٹانے کی کوشش کی گئی۔ مطلب پہلے روز سے یہ بات کچھ خاص لوگوں نے فیصلہ کیا تھا کہ اس ملک کو آئین و قانون کے ڈگر پر چلنے نہیں دیں گے جناب اسپیکر! 1947 سے لے کر کے 1956ء تک یہ مسلسل ایک ایسا سرزی میں بے آئین سرزی میں رہا کہ نوسال تک اس ملک میں آئین نام کا کوئی چیز تھا یہی نہیں قانون نہ کوئی چیز یا کسی بھی شکل میں موجود نہیں تھا وہ انگریز قانون کے پرو ہد Act پر عمل کرتے رہے ہیں 1956 جناب اسپیکر! جا کر کے آئین بنانے جس سے ہمارے قائدین نے اس وقت اختلاف کیا بہر حال ایک آئین بنا لیکن اُس آئین وہ ابھی دوسال تک رہنے نہیں دیا گیا۔ جناب اسپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ جب 1958ء میں جب ملک میں پہلا مارشل لاء آیا 1958ء سے لے کر کے 1968ء تک اس کے بعد جناب اسپیکر! پھر چار سال تک دوسرے مارشل لاء اس دوران اس ملک کو دولخت کیا گیا اسی آئین و قانون پر عمل درآمد نہ ہونے کی وجہ سے ہمارا ایک بازو مشرقی پاکستان کھلاتا تھا اس کی وجہ سے وہ علیحدہ ہوا جناب اسپیکر! بنگالی عوام کا مطالبہ تھا ہمارے قائدین کا کیا مطالبہ تھا آج ہمارا کیا مطالبہ ہے ہم کو بھی کہہ رہے ہیں کہ آپ نے جس آئین میں، یہ میرے ہاتھ جناب اسپیکر اس آئین میں جو لکھا گیا ہے اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے، نہیں ہو رہا ہے۔ ایک ایک شک پر یہاں بڑی وضاحت کے ساتھ اس میں مختلف مختلف شکلیں موجود ہیں یہ جناب اسپیکر! میں بالکل شروع میں بنیادی حقوق باب نمبر ون بنیادی حقوق اس کے دوسرے پیراگراف میں مملکت میں کوئی ایسا قانون وزن نہیں کرے گی جو بھی طور عطا کردہ حقوق کو سلب یا کم

کرے۔ مطلب یہ آپ نہیں کر سکتے کہ کسی کے حقوق کو کریں لیکن جناب اپسیکر! آپ نے دیکھا کہ پھر یہ ملک دولخت ہوا۔ اور پھر جا کر کے 1973ء کا یہ آئین ہمارے سامنے پڑا ہے جناب اپسیکر! اب بھی ہم پشتون عوام اس آئین سے آج نہیں ہیں آج بھی اس آئین میں پختونخواہ وطن چار حصوں میں تقسیم ہے جناب اپسیکر! ایک متعدد پختونخواہ وطن اس ملک میں ایک قومی وحدت وجود نہیں رکھتا اس کے باوجود آپ نے کہا کے ٹھیک ہے آپ نے نیا آئین بنایا اس آئین پر عملدرآمد کرائے لیکن اس آئین پر عمل در آمد نہیں ہو رہا ہے اور جناب آپ نے دیکھا کہ 1977ء میں منتخب حکومت کا خاتمہ ہوا ملک میں تیسرا مارشل لاءِ جنگ ضیاء الحق کے شکل میں آیا اور پورے 11 سال تک وہ اس ملک کا واحد نمائام اختیارات ایک شخص میں محدود ہو گئے اور اس دوران جناب اپسیکر! کیا ہوا ہمارے ملک کے ساتھ ہم نے دنیا جہاں کے دہشت گردوں کو لا یا ہم نے انہیں patronize کیا ہم نے انہیں ان کی قائم گاہ ان کی تربیت گاہ قائم کی افغانستان میں مسلم مداخلت جاریت کا سلسلہ شروع ہوا ایک پورا جنگ آیا۔ ہم تھوپنی گئی جناب اپسیکر! آپ نے دیکھا کہ آج کیا صورتحال ہے اس پورے خطے کی کیا صورتحال ہے اس لئے کہ آئین و قانون پر عمل نہیں ہو رہا تھا اس آئین کو معطل کیا گیا 11 سال تک یہ آئین یہ وہ آئین اس پر جو suspended تھی۔ یہ آئین پر جا کر کے 1988ء میں جب ضیاء الحق ایک طیارے کے حادثے میں جاں بحق ہوئے پھر جا کر کے ان سے جان خلاصی ہوئی پھر آپ نے دیکھا کہ مسلسل پیپلز پارٹی مسلم لیگ نوں 22 سال پھر ان کی حکومت ختم پر آپ نے دیکھا 1999ء میں پھر مارشل لاءِ آیا۔ 12 اکتوبر کو 10 سال تک اس ملک میں مارشل لاء رہا۔ جناب اپسیکر! آج بھی اس ملک میں عملاً ایک سو سو مارشل لاء مسلط ہے اج کی حکومت میں آپ نے دیکھا کہ Islamabad میں جو حکومت قائم ہے، وہ دراصل ایک سو مارشل لاء ہے اس ملک میں مجھ پر جتنی پابندی آج ہے شاید تاریخ میں کبھی ہو۔ اس طرح نہیں ہو سکتا جناب اپسیکر! ہمارے قائدین نے کس نے اتنے عذاب جھیلیں ثبت برداشت کی جیلوں میں رہے خان عبدالصمد خان اچکزئی شہید اس نے 32 سال جیلوں میں گزارے۔ وہ تو یہی کہہ رہے تھے کہ اس قانون پر عملدرآمد کرو۔ لیکن وہ قانون پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے۔ آج ملک میں مہنگائی طبعی اب آپ دیکھیں بیر و زگاری کو۔

**جناب اپسیکر:** جی آپ اس کو مختصر کریں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** آج ہمارا ملک ہر لحاظ سے تباہی کی جانب بڑھ رہا ہے۔

**جناب اپسیکر:** جی شکر یہ زیرے صاحب

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جناب اپسیکر! آج غریب لوگ نان شبینہ کے لئے مجبور ہیں اگر اس قرارداد کی

روح کے مطابق جو اسکا ذکر ہے کہ آئین و قانون کی حکمرانی بحال ہو عوام کا اعتماد بحال کیا جائے۔ اور صحیح حقیقی عوامی نمائندوں کو ان کے ذریعے حکومت کی جائے ناں کہ کسی کی ایسی تخلیق کردہ پارٹیاں بنائی جائیں جن کی کوئی history نہیں رات جب صاحب صحیح اٹھیں گے پارٹی بن گئی ہے ان کو جواہر لیکشن میں لا یا گیا اور پھر ان کو حکومت دیں گے یا اس طرح ملک نہیں چلے گا لہذا یہ قرارداد اسکے متن آئین قانون حکمرانی سے متعلق ہے اس کی حمایت کرتے ہیں thank you جناب اسپیکر۔

**جناب اسپیکر:** جی شکریہ۔ پہلے قرارداد منظور کر لیں۔ جی شکریہ شاہ صاحب۔ آیا قرارداد نمبر 82 کو منظور کیا جائے؟ گورنمنٹ کی طرف سے منظور کیا جائے؟ قرارداد نمبر 82 منظور ہوئی۔ جی شاہ صاحب۔

**مسید احسان شاہ:** شکریہ جناب اسپیکر! میں عوامی اہمیت کے مسئلہ کی جانب فناں ڈیپارٹمنٹ کی توجہ دلانا چاہ رہا تھا محترم فناں نسٹر صاحب ہاؤس میں موجود نہیں ہے وہ اگر مجھے سن رہے ہیں جناب کہ تواصل میں میں یہ request کروں گا کہ جناب والا! یہاں group insurance کے حوالے سے ہر تین چار مہینے بعد ایک ہوتی تھی تاکہ groups insurance کے جتنے cases میں سرکاری ملازمین کے ان کو فائل کیا جائے گز شستہ جناب کوئی سال ہونے کو ہے کہ اس کی کوئی میٹنگ نہیں ہوئی ہے غریب ملازموں میں ایک قسم کی اس طرح ہے وہ بیچارے جو انتقال کر گئے ان کے لا حقین جوز نہ ہیں وہ خود اس انتظار میں ہیں کب یہ میٹنگ ہوا اور ہماری کیس فائل ہوتا میری جناب یہ گزارش ہے اس میٹنگ کو جلد سے جلد فناں ڈیپارٹمنٹ بلا کے جتنے pending cases ہیں وہ متعلقہ insurance company کے ساتھ اٹھا کر کے ان کی مالی مدد کریں جو اس کے مستحق ہیں شکریہ جناب۔

**جناب اسپیکر:** جناب شاء اللہ بلوچ صاحب رکن صوبائی اسمبلی! اپنی قرارداد نمبر 83 پیش کریں۔

### قرارداد نمبر 83

**جناب شاء اللہ بلوچ:** بسم الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ بلوچستان میں بڑھتی ہوئی غربت، بے روزگاری، بد امنی اور صوبوں کے وسائل میں مسلسل کی کوپیش نظر رکھتے ہوئے صوبے کے وسائل کو صنعتی ترقی اور انسانی وسائل کے فروع کیلئے ترجیحی نیادوں پر استعمال کرے اور غیر پیداواری منصوبوں کو ترک کر کے ہر ڈویژن ہیڈ کوارٹر میں جنگلی نیادوں پر صنعتی زون کے قیام اور عالمی معیار کے تنکی کی ترتیبی ادارہ قائم کرنے کو یقینی بنائیں۔ شکریہ۔

**جناب اسپیکر:** قرارداد نمبر 83 پیش ہوئی اس کے feasibility پر بولیں۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** شکریہ جناب اپنے! جس طرح کہ آپ کو یاد ہے مسلسل بلوچستان میں غربت بڑھتی ہوئی بے روزگاری، بدآمنی اور بلوچستان میں انسانی وسائل میں جو کمی سے متعلق معاملات ہیں۔ وہ گزشتہ دو سال سے اس ایوان میں پیش کر رہے ہیں تاکہ جب بلوچستان وسائل سے مراد جو ہماری پی ایس ڈی پی کیلئے مختص قم ہے پاہمارے پاس جو available ہے یعنی resources ہیں گورنمنٹ کیسا تھے۔ جب ان کی تقسیم کا وقت آتا ہے تو وہ کم از کم بلوچستان کے تکلیف اور مشکلات کو منظر رکھ کر وہ ایک ایسا فارمولہ بنائیں ایک ایسی پالیسی بنائیں جس میں کم از کم جو targetted intervention ہے۔ یعنی ہم غربت کو مکمل کر سکیں۔ ہم بروزگاری کو کم کر سکیں۔ ہم بدآمنی سے نمٹ سکیں۔ ہم سماجی مسائل سے نمٹ سکیں۔ ہم انسانی وسائل کو ترقی دیں اور بلوچستان کی معیشت، اس پر، جو روز بروز گرتی جا رہی ہے۔ میں آپ کے سامنے کچھ اعداد و شمار جب رکھوں گا تو جناب اپنے! آپ خود حیران ہوں گے کہ بلوچستان میں جو بلوچستان کے اپنے اس وقت جو وسائل ہیں۔ اور بلوچستان کی جو گروہ growth ہے وہ مسلسل جناب والا! ایک عرصہ تھا جب 1972ء میں بلوچستان کی جو جی ڈی پی تھی بلوچستان کی شرح ترقی تھی وہ 4.1% کی رفتار سے ترقی کر رہی تھی۔ لوگ شاید ان کو سمجھنے میں مشکل ہوں۔ دنیا میں اس کو جتنے بھی بڑے ممالک نے ترقی کی ہے اگر آپ کی ترقی کی شرح آپ کی آبادی کی بڑھتی ہوئی آبادی کی شرح سے کم ہو تو ایسے سمجھیں کہ آپ ریورس میں جا رہے ہیں آپ ایک کھانی میں گر رہے ہیں آپ ایک کھٹے میں گر رہے ہیں لیکن اگر آپ کے ملک کی آپ کی خلطے کی آپ کے صوبے کی ترقی کی شرح جس کو جی ڈی پی کہتے ہیں جب آپ کی شرح آپ کی آبادی کے تناسب سے جو آبادی کی تناسب بڑھتی ہے بلوچستان میں آبادی کا تناسب 3.8 ہے سالانہ 3.8-3.9 ہے تو اس کا مطلب ہے پھر اگر اس سے زیادہ ہوگی تو اس کا مطلب یہ ہے آپ ترقی کر رہے ہیں جتنی زیادہ ہوگی اس کا مطلب ہے کہ اتنی تیزی سے ترقی کر رہے ہیں اگر دنیا کی ترقی، چنان کی ترقی اس کے علاوہ افریقہ میں کافی ممالک کی ترقی جب جو social scientist economic study کرتے ہیں وہ دیکھتے ہیں ان کا پیڑل، اور جب آپ کی ترقی کی شرح بڑھ رہی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ automatically بڑھ رہی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی لیڈر شپ اور آپ کے ادارے اچھے فیصلے کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ایسی پالیسیں بنارہے ہیں جو پالیسیں آپ کی ترقی کی شرح کو آگے بڑھانے میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ لیکن آپ کو ایک اور انتہائی خطرناک اور انتہائی تکلیف دہ حقیقت آپ کو یہ بھی بتاواں کہ 2019-2020ء میں لیکن آپ 73-1972ء میں 4.1% جی ڈی پی والی بلوچستان اتنی دولت کے بعد اتنی پی ایس ڈی پیز کے بعد اتنی شرح کے بعد

بلوچستان کی ترقی کی شرح وہ 2% پر آ کر رک گئی ہے۔ اور یہ بھی وہ اعداد شمار ہے جو حکومت اور سرکار بتاتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بلوچستان کی حقیقی ترقی کو جو شرح ہے وہ 2% سے بھی نیچے آ کے گرگئی ہے اور یہ بھی وہ اعداد شمار ہیں جو حکومت اور سرکار بتاتی ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ جو بلوچستان کی حقیقی ترقی کی جو شرع ہیں وہ 2% فیصد سے بھی نیچے آ کر گرگئی ہیں۔ وہ مائننس پر پہنچ گیا یہ بلوچستان میں سب سے بڑا خطرناک trend ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خاران چاغی مکران قلعہ عبداللہ، قلعہ سیف اللہ سمیت بلوچستان کا کوئی خطہ بھی آگے نہیں بڑھ سکتا ہم نے چیزوں کو پیرائیں میں contexts میں دیکھنا ہے کہ جب ہماری ترقی کی شرح ہی ہماری آبادی کی بڑھتی ہوئی شرح سے کم ہے تو اس کا مطلب automatically اس کیلئے کوئی فارمولہ نہیں چاہیے سامنے نہیں چاہیے ہوتا ہے اور جو ابھی forecast کیا گیا یہ کرونا کے بعد جو 8 سے 10 مہینے میں ہم نے تو ابھی تک access نہیں کیا ہمارے پاس نہ اتنے اچھے ادارے ہیں unfortunately آج گورنمنٹ کا سرکاری دن ہے کہ آج گورنمنٹ کے تمام ممبران یہاں موجود ہوتے اتنا important debate اور discussion ہو رہا ہے اور شاید میں یہ سمجھا تھا کہ یہ ہماری قرارداد آج سے 6 مہینہ پہلے جمع ہوئی ہے اس پر وہ ایک کوئی پالیسی اسٹیٹمنٹ تیار کر کے یہاں بیٹھے ہوں گے unfortunately ساری نشستیں خالی ہیں۔ جب کسی صوبے کی اس خطے کی یعنی آپ اندازہ لگائیں کہ اگر جہاز کا پائلٹ اور اس کا کریو(crew) غائب ہو تو مسافروں کی صورتحال کیا ہوگی جناب والا! وہ منزل پر پہنچ جائیں گے یا کریش crash کریں گے اس وقت آپ مجھے بتائیں جو کریو ہے جو لیڈر شپ ہے وہ اس وقت موجود نہیں ہے تو یقیناً بلوچستان کا جو جہاز ہے وہ crash کر گیا ہے اور crash کرنے والا ہے بڑی تیزی کیسا تھا اور یہ کس کو ڈبو کے جائیگا یہ بلوچستان کی ایک کروڑ بیس لاکھ آبادی کو ڈبو کے لے جائیگا اور اس کے ساتھ اس صوبے میں 70% آبادی یعنی ایک سال سے لیکر 29 سال تک کے نواجوں کی ہیں ہماری یوچھ کی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ڈائریکشن غلط ہی ہے تو اس کا مطلب ہے ہم کرش کرنے جا رہے ہیں ہم ایک بہت بڑی تباہی کی طرف اور assessment gradually sololly ہو رہا ہے ہیں اور اس کی بنیادی یہ assessment میری بھی نہیں ہے چھوٹی سی رپورٹ کرونا کے حوالے سے جب آیا تھا یہ ایک assessment رپورٹ انہوں نے بنائی ہے یہ ہے (COVID 19) Balochistan socio-economic impact assessments. کہ wish ا کوئی پڑھتا اور بتاتا۔ وہ اس کو کہتے ہیں کہ ہم نے یہ خوفناک صورتحال جو تباہی وہ بادی کا ہے We have realised it.

ہمیں اس کی رپورٹ مل گئی ہے۔ حکومت سنجیدہ ہے ہم دن اور

رات اس پر بیٹھ کر بات کرتے ہیں جناب والا! آئی رپورٹ میں یہ جو لکھا ہوا ہے اس کے page 11 پر ہے اچھا اس میں پھر یہی دیا گیا ہے کہ جو ہماری یہ روزگاری ہے وہ بڑی تیزی سے بڑھے گی یعنی پوسٹ کرونا اب میں اس لئے کیوں جب یہ industrialization کی بات ہو رہی ہے development industrialization سے ہوتی ہے آپ کی اچھی ایگر یکلچر سے ہوتی ہے تو میں ابھی اس کی طرف آؤں گا۔ جناب والا! جب آپ کی گروہ مائننس پر جائیگی کرونا پوسٹ کرونا سیناریوں میں۔ جب آپ کی already معیشت وہ زوال کا شکار ہے جو جناب والا! اس کا کیا ہو گا کہ آپ کو تقریباً 50 سے 90 ارب روپے سالانہ کا نقصان ہو گا۔ یعنی اگر آپ اچھی پالیسی بنائیں تو آپ کو فائدہ ہو گا لیکن اب کیونکہ ہم بڑی خواب کے عمل سے گزر رہے ہیں ہم سب خوابدہ ہیں ہمیں اس کا اندازہ نہیں ہے تو بلوچستان یہ COVID کے جناب والا! 50 سے 90 ارب صرف impact نہیں ہے کہ کرونا سے ہم نکل گئے ہیں تو ہمارا تقریباً یہ ہو گا کہ جناب والا! روپے سالانہ اس منصوبے کو نقصان مزید ہو گا یعنی اس معیشت سے اور نکل جائیں گے جب یہ نکلیں گے تو ہوتا کیا ہے غربت بڑھتی ہے جس طرح ملک صاحب نے اپنی تقریب میں کہا چینی کی قیمت بڑھی دال کی قیمت بڑھی گندم کی قیمت بڑھی fuel transportation کی قیمت بڑھی جو لوگ مڈل کلاس تھے وہ برداشت کر سکتے تھے وہ بھی اس صورتحال سے دوچار ہو جائیں گے کہ وہ بھی غربت کی لکیر سے نیچے آ جائیں گے اور بلوچستان میں جو غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے والوں کی تعداد ہے وہ یہیے ہی جناب ستر سے ہتھر % ہے یعنی 100 میں سے 70 بلوچستان میں افراد اور خاندان وہ غربت کی لکیر سے نیچے کی زندگی گزار ہے ہیں تو یہ جناب والا! جو ہماری یہ روزگاری ہے اس کو اگر ایڈریس کرنے کیلئے کچھ ہو سکتا ہے کہ جس میں میں نے قرارداد میں کہا ہے ایک ہے یہ روزگاری ایک ہے بدامنی تیسرا ہے غربت ان سب کا جو ہے تعلق ہیں آپ کی ترقی کی شرح کیسے آئیں جناب والا! development سے development سے۔ وہ ایک بہت بڑی منصوبے کے تحت آتی ہے یہ میرے پاس white paper ہے۔ یہ گورنمنٹ آف بلوچستان کے اپنے 2018-2019ء اس white paper میں خود حکومت بلوچستان کی اپنی رپورٹ کہتی ہے یا اگر آپ پڑھ کر دیکھیں There are 13 sectors which allocation each یعنی بلوچستان میں 13 ایسے شعبے ہیں is less than one percent of the total PSDP۔ جن کو پوری پی ایس ڈی پی میں ایک فیصد سے بھی کم allocation ہوئی ہے اب ان سیکھر میں کیا ہے میرا یہ توجہ دلاؤ نوٹس۔ میں بار بار بتانا چاہتا ہوں اب تو سرکار کا کوئی ایک بھی دوست میرا خیال میں نہیں رہا۔ بی بی

صرف بیٹھی ہوئی ہیں۔ وہ یہ ہے جناب والا! کہ آپ دیکھ لیں میں باقیوں پر نہیں جاتا میں یہاں آ جاتا ہوں انڈسٹریز کی طرف۔ انڈسٹریز کا جناب والا! 0.2! یعنی 0.2 total allocation کا جو ہے وہ آپ کیسے ہو گی کیونکہ بلوچستان میں میں آپ کو ایک اور fact تاؤں۔ بلوچستان میں تقریباً 25 ہزار سے 30 ہزار کے قریب نوجوان سالانہ بلوچستان کی جو ہیں 6 سے 7 یونیورسٹیوں 60 سے 65 کے قریب کا الجزا اور ٹینکنیکل کالج تھے۔ اور باقی کچھ اداروں سے یہ 25 سے 30 ہزار کے قریب نوجوان جو ہیں وہ سالانہ فارغ ہوتے ہیں۔ جبکہ حکومت بلوچستان کے پاس کوئی ایسی حکمت عملی نہیں ہے۔ اس میں میں نے مدرسے کے نوجوانوں کو، تو شامل ہی نہیں کیا ہے۔ یہ وہ نوجوان ہیں جو اسکولوں کا الجزا سے ٹینکنیکل شعبوں سے پڑھ کرتے ہیں۔ agriculturist engineers ہیں۔ کوئی masters pharmacists ہیں۔ کوئی doctors ہیں۔ کوئی degree holders BA MA کیے ہوئے ہیں تو جناب والا! آج 25 یا 30 ہزار یہ سالانہ آپ کے فارغ ہوتے ہیں۔ اس میں آپ مدرسے کی جو طالب علموں کی تعداد ہے آپ کا جھالا وان مدرسوں سے بھرا پڑا ہوا ہے آپ کوئی بھی ڈویژن لے لیں۔ ادھر میں نے بات کیا ڈویژن کی۔ اور میں اب اس پر آتا ہوں کیوں what is the best this resolution یہ بلوچستان کی ریڑھ کی ہڈی کا موضوع ہے۔ یہ جو بحث ہم ابھی کر رہے ہیں خالی کرسیوں کے سامنے۔ یہ بلوچستان کی ریڑھ کی discussion ہے۔ یہ جو بحث ہم ابھی کر رہے ہیں خالی کرسیوں کے سامنے۔ یہ بلوچستان کی ریڑھ کی ہڈی کا موضوع ہے۔ یعنی اگر ایک انسان کی ریڑھ کی ہڈی ختم ہو جاتی ہے تو جناب والا! وہ بستر پر پڑا ہوتا ہے۔ وہ زندہ انسان نہیں ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں جسم کا کوئی حصہ کام نہیں کرتا مساوئے انکھوں کی اور اس کے دماغ سے یہ ایسی important موضوع ہے۔ میں سمجھا تھا کہ اس کو بڑی seriously لیں گے۔ تو جناب والا! جب یہ سب کو ملا کے مدرسوں کے استوڈنٹس کو ملا کر سالانہ آپ کے 50 ہزار کے قریب نوجوان فارغ ہوتے ہیں حکومت بلوچستان کی پاس کیا ہے دینے کیلئے۔ حکومت بلوچستان کے پاس جناب والا! کوئی بھی حکمت عملی نہیں ہے سالانہ آپ جو average بناتے ہیں گرشنے پی ایس ڈی پی میں بھی بلوچستان کے بیروزگار نوجوانوں کیلئے 3 سے ساڑھے تین ہزار ملازمتیں رکھی گئی ہیں۔ پانچ سال سے کسی بھی ملازمت پر جو ہیں وہ کوئی post announce ہی نہیں ہوئی ہے۔ جو post announce ہوئے ہیں۔ ایک ایک سال سے ٹیچرز کے پوسٹوں کیلئے ہوئے ہیں۔ پھر دوسروں کے لئے ہوئے ہیں وہ ابھی تک جو ہے finalized نہیں ہوئے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ average سالانہ 50 ہزار فارغ التحصیل نوکریوں کے خواہش مند

بیروز گارنو جوانوں کیلئے حکومت بلوچستان کے پاس ایک ہزار نوکریوں کا بھی باسکٹ نہیں ہے۔ یعنی اس کے پاس کٹورہ نہیں ہے تو آپ اندازہ کریں جو 50 ہزار نوجوان وہ کس عمل سے کس شدت تکلیف سے گزرتے ہوں گے ایک اور حقیقت جناب اسپیکر! میں آپ بتانا چاہون گا وہ یہ ہے کہ بلوچستان میں تقریباً کوئی پرائیویٹ سیکٹر نہیں ہے ہمارے پاس جو ڈویژن ہیں ہماری تعداد، ان کی۔ میں آپ کو ڈویژن سطح پر بتا دیتا ہوں جو ہمارے 1970ء کے مردم شماری کے مطابق ہے ہمارے پاس ایک چھوٹا سا industrial zone ہے لبسیلہ میں۔ لیکن employment بلوچستان کے لوگوں کو نہیں دیتا ہے اس کی ٹینکنکل وجہ ہے۔ کیونکہ ہم نے بلوچستان میں کوئی human resources میں پھر میرے قرارداد میں لفظ human resource بھی ہے انسانی وسائل human resource کو کہتے ہیں اپ بھیڑ کریوں سے کام نہیں لے سکتے۔ کوئی بھی انسان جس کو آپ نے اچھی تعلیم نہیں دی اچھا ہنرنیہیں دیا۔ اچھی تربیت نہیں دی۔ اس کا مقصد بھیڑ کبری کی طرح ہے جناب والا! وہ آپ کے high tech industries میں جو آج کل صرف مساوائے کمپیوٹر پر چلتے ہیں۔ ان میں آپ کے نوجوان کام ہی نہیں کر سکتے۔ مساوائے چوکیداری کے دیواریں صاف کرنے کے کھڑکیاں صاف کرنے کے دروازے کھولنے کے بلوچستان کا کوئی بھی نوجوان آپ کے industrial zone میں نہیں ہیں اس کی economy سے کے taxes وہ تو الگ بات ہے۔ پورے بلوچستان میں 3 لاکھ 47 ہزار square کلومیٹر آپ کا رقبہ ہے یہ جناب والا! آپ کو میں بتا دیتا ہوں۔ کہ آپ صرف کوئی ڈویژن۔ میں اب سابقہ رخشنان ڈویژن والے دو ڈسٹرکٹوں کی اس میں فی الحال شامل کر لیتا ہوں۔ جناب والا! 41 لاکھ کی آبادی ہے دنیا میں کوئی 24-23 کے قریب ایسے ممالک ہیں جن کی آبادی کوئی ڈویژن سے کم ہے دنیا میں ایسا بھی ملک ہے مالٹا کی طرح۔ جس کی آبادی ڈھانی لاکھ ہے۔ دنیا میں کہیں ایسی ممالک ہیں۔ جن کی آبادی 6 لاکھ 7 لاکھ 12 لاکھ 18 لاکھ کوئی ڈویژن کی آبادی 41 لاکھ ہیں۔ اور 41 لاکھ آبادی میں 70% نوجوانوں کا ہے۔ کیا ہوا، یعنی 25 لاکھ سے 28 لاکھ کے قریب۔ یہاں ایک سال سے لیکر 29 سال تک کے نوجوان ہیں۔ آپ کے پاس نہ یہاں کوئی technical institutes ہیں۔ نہ colleges ہیں نہ human resources development کی 41 لاکھ لوگوں کیلئے کوئی strategy ہیں۔ نہ کوئی جناب والا! آپ کے پاس انڈسٹریل زون ہیں نہ اس کیلئے کوئی آپ کے پاس planning ہے۔ planning کیا ہے 70 ارب روپے کمشنز صاحب کو دے دیئے 10 percent mobilization کسی کو پہنچ بھی نہیں ٹینڈر بھی ہو گئے۔ کہ جی پرس روڈ کا تو 80 فیصد کام بھی مکمل ہو گیا ہم نے کچھ نہیں دیکھا۔ بلوچستان میں کوئی میں یہ ان

کے پاس پالیسی ہے، ان کے پاس یہ پالیسی نہیں ہے کہ بلوچستان کے سنجیدہ لیڈر شپ کے ساتھ بیٹھ کر، بلوچستان کو اس دلدل سے، تاریکی سے اور آنے والی کھانی میں گرانے سے بچانے لئے کے کچھ کیا جائے۔ جناب والا! اب ڈوب ڈویژن 15 لاکھ کی آبادی ہے۔ 15 لاکھ کی آبادی کے لئے ڈوب ڈویژن کا کوئی نمائندہ ادھر بیٹھا ہوگا، وہ مجھے بتائیں کہ جناب والا! ڈوب ڈویژن میں کوئی ایک انڈسٹری ہے یا ایک industrial infrastructure ہے۔ یا ایک human resource انسانی وسائل کی ترقی کا کوئی ادارہ ہے، 15 لاکھ میں سے 70 نیصد آبادی ایک سال 29 سال کے عمر کی بچوں کی ہیں۔ تو 15 لاکھ میں 9 لاکھ نوجوانوں کے لئے ڈوب ڈویژن میں مجھے کوئی پالیسی بتا دیں۔ جناب والا! ہمارا سبی ڈوب ڈویژن تقریباً 10 لاکھ کی آباد آپ مجھے بتائیں سبی ڈوب ڈویژن میں مجھے کوئی ایک polytechnic کا نام بتائیں۔ مجھے کوئی ایک industrial zone کا نام بتا دیں۔ مجھے ایک industrial infrastructure کا نام بتائیں۔ مجھے کوئی ایک bank-loan ادارے تربیت کا ادارہ بتا دیں۔ آپ کو نہیں ملے گا۔ نصیر آباد میں 15 لاکھ کی آبادی والا، نصیر آباد ڈوب ڈویژن آپ کا food basket ہے۔ آپ کو گندم، انانج، کپاس، چاول، دالیں سب کچھ دے دیتا ہے۔ لیکن آج نصیر آباد سب سے زیادہ بیروزگاری کا شکار ہمارے ڈوب ڈویژن میں سے ایک ہے، کرامم کی تعداد وہاں سب سے زیادہ بڑھ رہی ہے۔ جو ٹکس وہ اپنی زراعت سے دے دیتے ہیں وہ ٹکس دوبارہ لگادیتے۔ آپ کم از کم نصیر آباد کی 15 لاکھ نوجوانوں اور بیروزگاروں کے لئے آپ ایک بہت بڑی اچھی جو پالیسی بناسکتے تھے۔ نصیر آباد کا 15 لاکھ ہو گیا جناب والا! آتے ہیں قلات ڈوب ڈویژن، جس میں میرا اور آپ کا ڈسٹرکٹ میں فی الحال کیونکہ یہ جو 2017ء کے census کے مطابق جور پورٹ آئی تھی۔ اس وقت یہ رخشنان ڈوب ڈویژن کو انہوں نے اس میں شامل نہیں کیا تھا۔ خاران اور واشک بھی قلات ڈوب ڈویژن میں شامل ہیں۔ یہ جناب والا! آپ کے دوسرا بڑے ڈوب ڈویژن میں سے ایک ہے کوئٹہ کے بعد۔ جس میں آپ کا آواران بھی شامل ہے 25 لاکھ کی آبادی والی ڈوب ڈویژن کے لئے۔ خاران سے لیکر آواران تک۔ اور آپ کے خضدار سے لیکر مستونگ تک۔ یہ سارے علاقوں کے لئے جناب والا! جس میں تقریباً 18 لاکھ نوجوانوں کی آبادی بنتی ہے ان کے لئے جناب والا! کوئی پالیسی نہیں ہے۔ ایک industrial zone نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے اگر جمل صاحب کہتے ہیں کہ قلات ڈوب ڈویژن میں کوئی انڈسٹری لگانی ہے۔ تو آپ مجھے کوئی ایسی جگہ بتا دیں جناب والا! وہاں پر ایک جگہ بھی ایسی نہیں ملے گی جہاں بھلکی کی ہائی ٹرائنسیمیشن لائین گزرتی ہوں۔ 24 گھنٹے آپ کو بھلکی ملے جہاں آپ کو اچھی سڑک ملے جہاں آپ کو 24 گھنٹے گیس ملے۔ انڈسٹری کس چیز سے چلتی ہے؟ ہوا سے تو نہیں

چلتی۔ ہمارے پیروں فقیروں کی دعاؤں اور تعریزوں سے تو نہیں چلتی ناں کوئی جو ہے متنیں مانگنے سے درگا ہوں کی جانے سے تو انڈسٹری نہیں چلتی۔ it's needs are real infrastructure investment۔

تو جناب والا! 25 لاکھ والی ڈویژن میں، آپ خاران، ابھی رختان ڈویژن بن گیا جس کا ڈویژنل ہیڈ کواٹر خاران ہے۔ آپ مجھے خپدار میں یا خاران میں یہ سب ڈویژن میں مجھے ایک جگہ ایسی بتائیں جہاں کوئی اچھی دکان بناسکتا ہو۔ نہیں جناب والا! اب میں آتا ہوں مکران ڈویژن پر، مکران ڈویژن کی 15 لاکھ آبادی ہے، جس میں آپ کا سی پیک کا جھومر آپ کے ماتھے کا ہو جھومر گوارد بھی شامل ہے۔ آپ مجھے بتائیں یعنی جو جنوبی ہمارا جو southern of Balochistan ہے جس کو سرکار نے ایک نام دے دیا ہے۔ یہاں جناب والا! تقریباً آپ کے 80 فیصد آبادی آپ کی گڑڑ سے connect نہیں ہے۔ آپ کا کوئی industrial infrastructure تو اپنی جگہ انسانوں کو روشنی کے لئے میسر نہیں ہیں۔ انسانوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہیں۔ انسان ابھی تک سڑک کے نام سے ناواقف ہیں۔ وہاں کے نوجوان یعنی جناب والا! اگر آپ کے مکران ڈویژن میں 15 لاکھ میں سے 9 سے 10 لاکھ نوجوان پیروزگار ہیں۔ اور آپ مجھے آج بتائیں! کہ آج مکران میں جتنی بدمانی بڑھ رہی ہے، اس کی بنیادی وجہ کیا ہے کہ ہم ابھی تک جو ہمارے نوجوان نسل بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ ہم نے ان کے اس توانائی کو، انرجی کو invest کرنے کے لئے کوئی ہم نے ان کو opportunity، ہی نہیں دی۔ جب آپ ان کو opportunity نہیں دیں گے۔ یہ جو انرجی اندر رہتی ہے انسان کے۔ اس کو توانائی کہتے ہیں فرکس کی زبان میں۔ اور یہ توانائی اگر کسی ثابت مقصد کے لئے استعمال نہیں ہوں تو جناب والا! توانائی ہمیشہ منفی مقصد کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ تو آج پورے بلوچستان میں یہ میں نے آپ کے ڈویژن کا خاکہ، اس کی آبادی بتادی اور نوجوانوں کی پیروزگاری کی تو جناب اپنیکر صاحب! جب آپ کے پاس اتنی تکلیف دہ صورتحال ہو اور آپ کو اور ہمیں علم بھی ہو کہ ہمارے پاس کوئی پالیسی نہیں ہے۔ ہماری یہ روزگاری تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اور جب ہم پی ایس ڈی پی بتائیں یا ہم public sector development fund جس وقت ہمیں ملا تھا جس سے بلوچستان کو اچھی خاصی حصہ 9% تک بلوچستان 7th N.F.C. Award شیئر چلا گیا کچھ components میں ڈال دیئے گئے تھے۔ اس کے بعد جب آپ کو اتنے پیسے ملے۔ اور اس کے بعد بھی آپ کوئی انڈسٹریل پالیسی بلوچستان کے لئے نہیں بتائیں۔ تو جناب والا! سب کے لئے بڑی تکلیف دہ بات ہے۔ یہ بلوچستان کی 2015ء ایک یوچہ پالیسی کسی نے ڈرافٹ کی جو آج تک یوچہ پالیسی بنی ہی نہیں

ہے۔ اس پر کچھ بہت تکلیف دہ حقائق ہیں، بلوچستان کے نوجوانوں کی بیرونی کاری کے حوالے سے۔ کیونکہ یہ یہاں جو میں بیرونی کاری کی بات کرتا ہوں تو اس میں سب سے زیادہ نوجوان ہمارے متاثر ہوتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کے توسط سے ہماری public sector development program، ہمارے پاس ایگر یکچھ کو انڈسٹریلائزیشن کی طرف لے جانے کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ کپاس ہے، گندم ہے، اناج ہے، ہمارے ہاں fruits ہیں، پھل ہیں لیکن ہم نے ان کی value-addition نہیں کی۔ ہم نے کبھی یہ سوچا بھی نہیں کہ کن کن علاقوں میں اسی طرح باقی علاقوں کے دوست اپنے سارے میرے خیال میں اپنے ڈویژن کی مسائل کو focus کرتے ہوئے شاید اس پر بات کر لیں گے۔ مکران والے خود۔ مکران کی نمائندگی کرتے ہوئے بولیں گے کہ وہاں کوئی انڈسٹری چاہیئے یا کوئی گرد چاہیے۔ اب دیکھیں گو کہ ہماری ہر بات کو لیا جاتا ہے کہ جی یہ پنجاب کی بات کیوں کرتے ہیں؟۔ یہ سندھ کی بات کیوں کرتے ہیں؟۔ یہ خیر پختونخوا کی بات کیوں کرتے ہیں؟۔ میں نے ہمیشہ کہا ہے کہ خیر پختونخوا ہمارے دو ڈسٹرکٹوں خاران اور واشک کو ملائیں تو وہ خیر پختونخوا سے 30-25 ہزار اسکواڑ کلو میٹر بڑے ہوں گے۔ یا 75 ہزار۔ پھر ابھی فٹا کو سمیں ڈال کے آپ کے 98 ہزار یا خاران اور واشک کو ساتھ ملا کر جتنا ایک صوبہ ہے جو باعثیں فیصد پاکستان کو زر مبادلہ اسکے لئے فراہم کرتے ہیں۔ یعنی اس کی آبادی 12 فیصد ہے۔ لیکن پاکستان میں جوز رمباڈلہ ہے جس کو foreign remittance جو کہتے ہیں جو پاکستان کو آتے ہیں وہ تقریباً ایک سو بیس فیصد ہے۔ کیوں؟۔ اس لئے کہ انہوں نے انسانی وسائل میں سرمایہ کاری کی ہے۔ یہ بعد میں بار بار ہر angle سے سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں دوساروں سے۔ یا پہنچنے میں بہت غلط بول جاتا ہوں شاید کسی کو سمجھنے آتی ہے۔ یا میں اتنا ٹینکنیکل بول جاتا ہوں کسی کو سمجھنے آتی ہے۔ یہ صوبہ ایک بہت serious اور سنجیدہ debate اور discussion چاہتا ہے۔ تو جب ایک صوبہ ہمارے دواہلائے کے برابر ہے جس کا even آبادی 12 فیصد ہے۔ وہ پاکستان کو 22 فیصد زر مبادلہ کیسے دیتا ہے۔ 5 دن کے لئے آکے بیٹھیں تو صحیح۔ یا! کوئی حکومت والے کہیں بھی کیوں ایسا ہوا۔ کیا کوئی سرخاب کے پر لگ گئے۔ 1980ء کے بعد خیر پختونخوا میں اتنی غربت تھی۔ کہ خیر پختونخوا کی پوری آبادی بلوچستان میں کراچی کی طرف ان علاقوں کی طرف آئی۔ اور ابھی تک ہمارے علاقوں میں کافی اور دیگر چیزوں میں جو یہ لوگ آپ کو نظر آتے ہیں۔ اس لئے کہ 1990ء سے پہلے خیر پختونخوا کی گرو تھے جو ہے economic growth وہ بالکل رُکی ہوئی تھی۔ 1-2-4 سنجیدہ کوششیں ہوئیں، بیور و کریمی نے جس طرح آج ملک صاحب نے کہا کہ بیور و کریمی کو اعتماد دینا چاہیے پلٹیکل لیڈر شپ کو کچھ چیزوں کو سمجھنا

چاہئے جناب والا! انہوں نے ہیمن ریسورس میں کام کیا۔ اور ان کے نوجوان ان کے بچے بچیاں ٹیکنیکل ایجوکیشن کے بعد دنیا کی بہترین ممالک میں، مڈل ایسٹ میں، لگف میں سب سے زیادہ پاکستانیوں کا اگر کوئی بہت بڑی junk ہے، پاپولیشن ہے، جو ہیمن ریسورس ہے، وہ KP سے جا رہی ہے۔ بخاب اور KP سے، سندھ بھی تھوڑا سا بچھے ہے، پورپ جا رہے ہیں۔ وہاں جو پیسے کماتے ہیں جو وہ بیکنوں میں والپ بھجتے ہیں یہاں اپنے علاقوں میں ان کے خاندانوں میں غربت کی کمی ہو رہی ہے۔ ان کے آنے والی نسلوں کو اچھی تعلیم مل رہی ہے۔ ہمارے پاس ایک دروازہ، مکران کے دوناں سندھے میٹھے ہیں ذرا سن لیں۔ حمل صاحب احسان شاہ بھی سن لیں، ہمارے پاس ایک بہت بڑی opportunity ہوتی تھی وہ تو مکران۔ مکران بلوچستان کو سب سے زیادہ زر مبادلہ بھیجا تھا جو وہ قطر، بحرین جب یہ develop ہو رہی تھی، یہ Countries 1970's کے بعد آپ کا آوارن آپ کے یہ سارے علاقوں سے لوگ وہاں محنت مزدوری کے لئے جاتے تھے۔ مکران بلوچستان کے خوشحال ترین ڈویژن میں سے ایک تھا۔ مکران میں جوز رمباولہ آتا تھا۔ مکران کے بچے اور نوجوان وہ جا کے پڑھتے تھے۔ مکران نے بلوچستان کو ایک اچھی یورپ کی دی۔ آج مکران منشیات کا گڑھ بن گیا ہے۔ مکران کے ہر شہر سے بچے نکل رہے ہیں، لاکھوں کی تعداد میں، ہزاروں کی تعداد میں بھی نہیں کہ یہ کسی ریاست ہے۔ یہی حکومت ہے کہ ہمیں صنعتیں دینے کی بجائے، روزگار دینے کی بجائے، عزت دینے کی بجائے، پگڑی دینے کے بجائے، ہمارے ہاتھ میں ہماری لگنی کو چوں میں منشیات کا کاروبار عام کیا ہے۔ ریاست کرتی ہے، حکومتیں کرتی ہیں، منشیات کا کاروبار کوئی دو چار لوگوں کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ اگر ریاست اور حکومت ان کے پیچے پڑیں، خاران میں ریلی نکلی ہے، واشک میں نکلی ہے، آج سوراب میں ریلی نکلی ہے منشیات فروشوں کے خلاف۔ یہ نوجوان جو آج ہماری skilled human resources بن سکتے تھے مکران کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ مڈل ایسٹ کے لئے جان بوجھ کر منقطع میں ہمارے نوجوان جاتے تھے کوئی اور ہی ہیمن ریسورس نہیں تھا۔ صرف اچھے قد، اچھی بہادری، اچھے ڈسپلین کی وجہ سے اومان کی آرمی میں بھرتی ہوتے تھے۔ جناب والا! اس پر قد غمن لگا دیا گیا۔ اور حکومت پاکستان نے، پیپلز پارٹی کے ذریعہ میں کہ بلوچستان سے آپ recruitment نہیں کریں۔ پورے پاکستان سے کریں۔ اگر آپ بلوچستان سے کرتے ہیں ہم آپ کو اجازت نہیں دیں گے۔ آپ نے ہمارے لئے اومان کا دروازہ بند کر دیا۔ جو آپ اگر مکران میں۔ شاہ صاحب ذرا سیں۔ اگر تربت اور کمیں میں بھی، گوار میں آپ 8 consulatے 10 بنانے کی اجازت دے دیں۔ دبئی کو بنانے کی اجازت دے دیں۔ سعودیہ کو بنانے کی اجازت دے دیں۔ اومان کو، ان کو facilitate

کریں۔ ان کو بنائے دے دیں۔ ان کے commercial authorities کو بھائیں۔ اور ہمارے نوجوان جو کم از کم ہم historically ڈیڑھ سو سالوں سے ہم مذہل ایسٹ کے ساتھ economically ڈیڑھ کے جڑے ہوئے تھے۔ ہمارا وہ تعلق اسلام آباد نے ختم کر دیئے۔ اس کو مجال کروائیں۔ مکران اور قلات ڈیڑھ کے اور رخشان ڈیڑھ کے بہت سے علاقوں کے نوجوان آپ کے لئے بہت بڑا خطے کے لئے زرمباولہ بناسکتے ہیں۔ یہ policies مانگتی ہیں۔ یہ فیصلے مانگتے ہیں۔ یہ جرات مانگتے ہیں۔ یہ اسلام آباد کے ساتھ پیٹھ کر کر کے ان کو سمجھانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ کون سمجھا ہے؟ ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری جو آٹھ، دس چھڑاں اسی اور چوکیدار کی نو کریاں ہیں، جنگلات میں، حیوانات میں، دو چار نو کریاں ہیں سی اینڈ ڈبلیو کی قلی اور فلاں کی پی ایچ ای میں، اس سے ہم بلوچستان کے نوجانوں کو عزت دیں گے، شرف دیں گے، روزگار دیں گے؟۔ کبھی نہیں ہوگا۔ میرے حلے کے لوگ کبھی زندگی بھر مجھ سے خوش نہیں ہوں گے۔ اتنی نو کریاں ہم دے نہیں سکتے بلوچستان کو۔ ہم نے جب ایکشن لڑا۔ بلوچستان نیشنل پارٹی ہمارا vision بلوچستان کو اندھیروں سے نکالنا ہے۔ بلوچستان کو اس دلدل سے نکالنا ہے۔ بلوچستان کو اس بد صورتحال سے نکالنا ہے۔ بلوچستان کے نوجانوں کو دنیا کے دیگر نوجانوں کی طرح سرخ روئی اور سرافحتاری دینی ہیں۔ ان کے دماغ بڑے اچھے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں honour دینا ہے۔ ان کے علاقوں میں بکلی فراہم کر کے انکو کاروبار اور انڈسٹریل زون دینے ہیں۔ ہم ان کی ساری زندگیوں کو چھڑاں، چوکیدار، اور گارڈ تو بنانا نہیں تھا۔

**جناب اسپیکر:** جی اس کو conclude کریں۔

**جناب ثناء اللہ بلوج:** جناب اسپیکر! میں صرف آپ سے چاہوں گا مجھے پتہ ہے ہماری جو بھی قرارداد ہیں آتی ہیں وہ 60 دن کے اندر تو اس کا جواب آ جانا چاہیے تھا جناب والا! اس پی المیں ڈی پی میں یہ proposal پی ایس ڈی پی سے پہلے تھا۔ آپ کے توسط سے کہ جناب والا! اگر حکومت بلوچستان کے پاس بہت سے وسائل ہیں، ابھی تک وہ بیٹھے اس قرارداد کو بنیاد بنا کر آپ ایک رو لنگ دے دیں جناب والا! کم از کم جو ہماری انڈسٹریز کے منظر صاحب کو یہاں ہونا چاہیے تھا وسرے منظر ہیں۔ وہ یہاں نہیں ہیں جناب۔ اس کو بلوچستان میں ایک سنجیدہ debate کے طور پر حکومت اس کو لے۔ خاران ڈیڑھ ہیڈ کوارٹر ہے، جناب والا! ہم نے 1500 ایکڑ زمین منحصر کر دی ہے انڈسٹری کے لئے۔ لیکن اس بجٹ میں جناب والا! zero ہے۔ خاران کی شاید بد قسمتی یہی ہے کہ ثناء بلوج ان کا نمائندہ بن گیا۔ اس کے ساتھ disremination، تفاوت یا تعصّب، اس لئے ہو رہا ہے۔ خاران کی BRC جناب والا! اگر دو چار بچ جاتے۔ اس کے لئے ایک روپیہ نہیں رکھا گیا۔ خاران

ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے نوٹیکی اور خاران کو connect کرتا ہے ہماری سڑک جو سب سے important ہے strategically, economically اسکے لئے ایک روپیہ نہیں رکھا گیا۔ ایک ڈسٹرکٹ میں 10 ارب روپے رکھے ہیں سڑکوں کے لئے۔ میں ان ڈسٹرکٹوں اب نام نہیں لوں گا ایک چھوٹی سی سڑک main ٹیشل ہائی وے کو پیورٹی سے ملاتی ہے، پچاس کروڑ روپے کل پرسوں ٹینڈر ہوئے، ایک، مطلب بلوجستان میں آپ کا focus یہ سڑکیں ہمارے لئے بھی بہتر ہیں جو important سڑکیں ہیں اسکے لئے پیسہ لگانا چاہیے تھا۔ لیکن جناب والا! بلوجستان میں اگر یہ 10 ارب روپے ایک district میں سڑکوں پر جانے کی بجائے بلوجستان میں 6 سے 8 ارب روپے ان districts میں سڑکوں پر جانے کی بجائے آپ 20 سے 22 ارب روپے نہیں آپ بجھے خدا کی قسم دس ارب روپے دے دیں میں بلوجستان کی economic development میں انڈسٹریلائزیشن کا پلان آپ آپ GDP کی growth۔ آپ کی divisional headquarter کو بنا کر دے سکتا ہوں۔ میں آپ کو تین سالوں کے اندر اتنا بڑا human resource development کر کے دوں گا اور آپ میڈیل ایسٹ میں ان بچوں کو بیکھج سکتے ہیں۔ ابھی ہم ان کو کیا بھی گیں، بھیڑ کر بیوں کی طرح ہیں۔ ان کے ساتھ ڈگریاں ہیں۔ ان کے ساتھ ہنسنیں ہیں۔ تو یہ جناب والا! پلان آٹھ، دس ارب روپے میں ہم بناسکتے تھے بلوجستان کو at the par level کے لئے۔ بدقتی یہ ہے کوئی سننے والانہیں ہے۔ اب سنا ہے بلوجستان کے لئے کوئی packages دوبارہ بلوجستان کے اس جس کو کہتے ہیں یعنی تکلیف دہ۔ اور ہمیشہ سے جو ہماری سسٹم میں پیوست یا ماری ایڈریس کرنے کی بجائے اگر سدرن بلوجستان کا پیکنچ بھی وہ کسی اور مقصد کے لئے خرچ ہوتا ہے۔ تو جناب والا! لوگوں کو تیار رہنا چاہیے۔ ایک کروڑ 20 لاکھ کی آبادی میں 80 لاکھ 70 لاکھ نوجوان ہیں۔ اور میں نوجوانوں سے گزارش کرتا ہوں، وہ سن لیں کہ اسکے لئے کوئی منصوبہ ہمارے بلوجستان کی حکومتیں اور سسٹم میں نہیں ہے۔ آپ منتیات کے خلاف ہڑتال کر رہے ہیں۔ آپ روزگار کے حوالے سے ہڑتالیں کر رہے ہیں۔ آپ اچھی تعلیم کے لیے کر رہے ہیں آپ کو تیار رہنا ہو گا بلوجستان کے نوجوانوں کو ایک بہت بڑے انقلاب کے لیے۔ اگر آپ کی حقوق بلوجستان اسمبلی میں ہم بول بول کر تھک گئے ہم ایک 2 سال تک اور بولتے رہیں گے لیکن بلوجستان کے نوجوانوں گواہ رہنا کہ ہم نہیں سمجھتے ہیں کہ ان کا نزدیک میں بلوجستان کے نوجوان کے لیے کچھ بھی نہیں ہیں بلوجستان کے اداروں میں منصوبوں میں بلوجستان کے یہ روزگار اور نوجوانوں کے لیے بھی کچھ نہیں ہیں تو جناب والا! آپ صرف اس اسمبلی کے custodian as a custodian ہیں وہ 70 لاکھ 80 لاکھ

بیروزگار نوجوانوں کے custodian ہیں آپ کے سات سے 8 ڈسٹرکٹ ڈویژن ہیڈ کوارٹرز ہیں ان کے مفادات کے custodian ہیں آپ کم از کم یا رولنگ ضرور دیں کہ اس قرارداد پر 60 دن کی بجائے آنے والے اجلاس تک اپنی مکمل پالیسی لے آئیں اس عمل درآمد کی حکمت عملی ہیں بلوچستان سے غربت کیسے کم ہو گا بلوچستان کی جی ڈی پی کی جو شروع ہیں 2% سے اب minus کی طرف further بڑھ رہی ہیں اس کو کیسا کنٹرول کیا جائے جناب والا! اس پر آپ کی intervention کی ضرورت ہے آپ کی مداخلت کی ضرورت ہے تاکہ بلوچستان کو کم از کم اس کھاہی میں گرنے سے بچایا جائے۔ ہمیں نیند نہیں آتی ہے ہمیں ڈرگلتا ہے کہ بڑی تیزی کے ساتھ کچھ لوگ ہمارے صوبے کو ایک کھائی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اور اس سے بچانے والا جناب والا! ہم ہیں کوئی اور نہیں آئے گا باہر سے آنے والے یہاں پوسٹ ہو کر وہ ہمیں اس کھائی سے اندر ہیرے سے نہیں گرائیں گے۔ یہ ہمارا وطن ہے یہ ہمارے بچے ہیں ان کی روزی، روٹی اور اس کا آنے والا مسقیبل سب ہم پر منحصر ہیں لہذا اس ادارے کو بلوچستان کی اسمبلی کو ایک بہت اہم کردار ادا کرنا ہو گا مکران کے رخشان کے ژوپ کے سبی کے نصیر آباد کے۔ آج کوئی بھی نہیں ہے ادھر۔ اس معاملے پر میرے خیال میں ہم سب کو سوچنا ہو گا کہ آیا ہم 60 سے 70 لاکھ اپنے نوجوانوں کی زندگی اسی طرح وہ داؤ پر لگائیں گے یا کوئی بہتر ایک حکمت عملی بنائیں گے۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

**جناب اسپیکر:** جی شکریہ۔ جی ملک صاحب آپ بات کریں گے۔

**ملک نصیر احمد شاہ ہواني:** شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ ویکم جناب چیئرمین صاحب۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین سید احسان شاہ نے اسمبلی اجلاس کی صدارت کی)

**ملک نصیر احمد شاہ ہواني:** میرے خیال میں ثناء بلوج اور اس سے قبل ملک نے جو دو قراردادیں ایوان میں لائے تھے دونوں قراردادیں انتہائی اہم تھے اگر ان پر ہمارے حکومتی اراکین میں سے بھی کوئی پیشہ کران پر بحث کرتا آج ہمارے معاشرے کے اندر جتنے بھی مسائل ہیں میرے خیال میں وہ تمام مسائل اگر اس پر بحث کریں اور ان کے حل کے لیے یہاں کوئی حکمت عملی بنائیں پھر ہمارا معاشرہ ترقی کر سکتا ہے چاہے وہ بیروزگاری ہو جناب چیئرمین صاحب! چاہے وہ بد امنی ہو غربت ہوا پوزیشن کی طرف سے میرے خیال میں بہت اچھے قراردادیں اس ایوان میں آتے ہیں اور خصوصاً ثناء بلوج اس پر گھنٹوں بھی تقریر کرتا ہے اب اس ہال میں خالی دیواروں کے ساتھ گھنٹوں بحث کرنا میرے خیال میں وقت کا غیاء ہمارے دوست جو ہیں جتنے بھی قراردادیں لاتے ہیں جناب چیئرمین صاحب! ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ صوبے کی حالات کیا ہیں یہاں بیروزگاری ہے

یہاں ہمارے جتنے مسائل ہیں ان پر بحث کیا جائے اور ان کے لیے کوئی ایسی حکمت عملی بنایا جائے تاکہ یہ صوبہ ترقی کر سکے لیکن بدقتی یہ ہے کہ ہم نے اس صوبے کی ترقی کو نہیں دیکھنی ہے۔ جب ہماری پی ایس ڈی پی بنتی ہے بجائے ہم غربت، بیروزگاری، وسائل میں جو مسلسل کی ہیں ان پر بحث کرنے کے لیے اور ان کے لیے کوئی طریقہ کارناکا لئے کا۔ ہم تو کچھ ایسے منصوبے لانا چاہتے ہیں جس سے ذاتی طور پر ہمیں کوئی فائدہ ہو۔ ہم روڈ بنانا چاہتے ہیں ہم خالی بلڈنگیں بنانا چاہتے ہیں ہم کچھ ایسے ترقی کے خواہاں ہیں جس سے ذاتی حوالے سے ہمیں کوئی کچھ مل جائے آپ نے دیکھا جناب چیئر مین صاحب! گزشتہ دور حکومت میں یہاں 32 ہزار پوٹھیں خالی ہیں خالی پانچ سال تک ہماری پی ایس ڈی پی میں آتی رہیں اور جب سال کا end ہوتا ہے تو پھر وہ پوٹھیں واپس چلی جاتی تھیں اور گزشتہ کئی عرصے سے ہم نے بالکل بھرتیاں اس صوبے میں بند کر دی ہیں اور بدقتی سے جب بھی کوئی یہاں اشتہار اخبارات میں آتا ہے تو اس اخبارات میں بھرتی ہونے سے پہلے یہ عدالت میں چلا جاتا ہے اور اس پر stay آ جاتی ہے اور اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں سالوں انتظار کرتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارا صوبہ وسائل سے مالا مال ہے لیکن اس وسائل کا استعمال اس وسائل کو بروئے کار لانا اس وسائل کو لوگوں کے لیے بڑھانا میرے خیال میں یہ حکومتوں کا فرض ہے کہ یہ اس قسم کے وسائل کو آگے بڑھائیں اور اس صوبے کے ایک عام آدمی تک پہنچائیں تاکہ جس سے روزگار کے زیادہ موقع قائم ہو سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک قدر تی عمل ہے کہ ہماری 80% لوگوں کی جوذر یعنی معاش ہے یا تو وہ گلہ بانی ہے یا تو وہ زراعت ہے اور وہ بھی پرانے فرسودہ طریقے سے جو ہماری زراعت چلی آ رہی ہے ہم لاکھوں ٹن پیاز تو پیدا کر سکتے ہیں لیکن اس پیاز کو خشک کرنے کے لیے ہمارے پاس ایک فیکٹری بھی نہیں ہے۔ جس طرح شاء بلوج نے کہا کہ ہر ضلع میں جنگل بنیادوں پر صنعتی زون بنایا جائے جنگل بنیادوں پر تو چھوڑ دو اگر سال میں یہ اپنی بجٹ میں کچھ اس قسم کی ہم کوئی صنعتی زون بنائیں اور کسی علاقے میں ہماری جو زمینداری پیداوار ہے ان کو اگر value addition کر کے میرے خیال میں لاکھوں لوگوں کو روزگار بھی مہیا ہو جاتی جناب چیئر مین صاحب! اور ساتھ ہی اس صوبے کے جو اس کی جو زرمباولہ اس ملک کے زرمباولہ میں بھی کافی اضافہ ہوتا حال ہی میں جناب چیئر مین صاحب! ہم نے چائی نہ کا دورہ کیا تھا اور وہاں دو تین چیزیں ہم نے دیکھیں اس کے ایک چھوٹے صوبے اور پنجی گئے ہماری visit بھی زمینداری کے حوالے سے تھا ایک جگہ پر ہم نے ٹماٹو پیسٹ کا ایک وہاں فیکٹریاں لگی ہوئی تھیں ہم نے ان کا دورہ کیا جناب چیئر مین صاحب! اس فیکٹریوں میں اتنی زیادہ پیداوار ہوتی تھی میرے خیال میں اگر بلوچستان کی بجٹ جتنی ہماری بجٹ ہے اتنی ان کی آمدنی جو ہے وہ فیکٹریوں سے ہوتی

ہے بدقتی یہ ہے کہ ہم کبھی بکھار رہماری زمیندار کی جو حقنی بھی اس کی کاشت ہے اس کی کوئی قیمت۔ کبھی ہماری مارکیٹ میں نہیں ملتی اور کبھی بکھار اس طرح ہوتا ہے کہ ہم پیاز بھی درآمد کرتے ہیں ہم آلو بھی درآمد کرتے ہیں ہم دیگر جوز رعی چیزیں ہیں ہمارے ملک کے اندر جو وافر مقدار میں موجود ہوتی ہیں ہماری اپنی پالیسیوں کی وجہ سے ہماری زمینداروں کو اس کی قیمت نہ ملنا اور اس کے بعد جب ہم اس کی کاشت چھوڑ دیتے ہیں پھر آپ کے ہمسایہ ممالک سے وہاں سے آ جاتی ہیں پھر ہماری۔ پیسے جو ہم نے خود export کر کے کچھ کمانا ہوتا ہے اس ملک کے لیے کوئی زرعی متبادلہ کمانا ہوتا ہے ہم اپنے پیسے جو ہیں ایک دوسرے ملکوں پر بھیج دیتے ہیں ہم نے تو یہ سنا تھا جناب چیزِ مین صاحب! کہ کبھی بکھار چینی کی کمی پہلے بڑھ جاتی تھی تو ہم چینی باہر ملک سے import کرتے تھے کبھی ہم نے دیکھا تھا کہ ہماری گندم ختم ہوئی ہم وہاں سے import کرنا شروع کیا لیکن کبھی بکھار رہماری زمیندار جو خود گندم اگاتے ہیں جس طرح آپ نے دیکھا کہ ایک سال ہم نے اتنی زیادہ گندم اگاہی کہ لوگوں کو قیمتیں مل ہیں نہیں رہی تھی اور ویاڑھی کے مقام پر زمینداروں نے اپنی گندم ہی جلا دی اسی طرح بلوچستان کے سڑکوں پر آپ کے ٹھماڑوں کو لوگوں نے چھینکتے دیکھا پیاز جو ہیں لوگوں نے اپنے جلائے آپ کے سیب جو ہیں اس وقت تیار ہیں میرے خیال میں اتنے بڑے بلوچستان کے اندر آپ کے لیے ایک apple processing plant نہیں ہے جو آپ کی سیب کو process کر کے وہ انٹرنشنل منڈی کے لیے تیار کریں اور وہاں آپ export کریں اتنے بڑے صوبے میں جب آپ لاکھوں ٹن پیاز پیدا کرتے ہیں آپ کے پاس کوئی صنعتی زون نہیں ہے اتنے بڑے صوبے میں جب اتنے زیادہ دیگر سبزیات اور پھل پیدا کرتے ہیں 70 کے قریب میرے خیال میں سبزی اور پھل بلوچستان میں پیدا ہوتی ہیں اور وہ سارا سال اس ملک کو ہم دیتے ہیں اس صوبے کو فروٹ باکس آف پاکستان بھی کہا جاتا ہے لیکن بدقتی یہ ہے کہ فروٹ باکس آف پاکستان اس صوبے کو سوائے اس زمیندار جو سارا سال محنت کرتے ہیں انکو بھی اس کی قیمت صحیح طور پر نہیں مل پاتے۔ شاء بلوچ کا جو اصل قرار داد تھا اس کا لب لباب بھی یہی تھا کہ حکومت جو ہے جنکی بنیادوں پر کوئی صنعتی زون بنائیں اور نہیں تو اپنی زراعت کو value edition کوئی فیکٹری لگا کر میرے خیال میں لاکھوں لوگوں کو روزگار بھی دے سکتا تھا اور اپنی اس مصنوعات کو export کر کے اور اس ملک کے لیے بھی زرمیالہ کمata تھا آج تو ہونا چاہیے تھا جناب چیزِ مین صاحب! کہ اس پر ہماری حکومت بحث کرتی۔ حق نام اللہ۔

(خاموشی۔ اذان مغرب)

سید احسان شاہ (جناب چیزِ مین): اللہ اکبر۔ میرا خیال ہے کہ مغرب کی نماز کے لیے اسمبلی کا اجلاس

میں 10 منٹ کا وقفنہ دیں؟

**ملک نصیر احمد شاہ ہوانی:** میرے خیال میں میں اسکو مکمل کروں گا پھر اس کے بعد۔

**جناب چیئرمین:** جلدی سے کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے آپ کر لیں۔

**ملک نصیر احمد شاہ ہوانی:** جو نماز پڑھنا چاہتے ہیں۔ میں کچھ اس پر بات کروں گا کہ کیونکہ ثناء بلوچ کے اس قرارداد کے اندر یہ بات ہے کہ ہماری وہ پی ایس ڈی پی جو اس وقت عدالت میں ہے اس میں غیر پیداواری منصوبوں کو ترک کر کے ہماری صوبائی حکومت ہمارے وزراء آج اس پر بحث کرتے۔ وہ اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق کہتے ہیں کہ واقعی ہم نے بہت سارے ایسے منصوبے رکھے ہیں جس سے شاید اس صوبے کے مفاد میں نہ ہواں سے بہتر ہے کہ ہم اپنے صوبے کے طول و عرض میں کوئی اس قسم کا صنعتی زون بنائیں جس سے لوگوں کو روزگار بھی مہیا ہو جس سے صوبے بھی ترقی کر سکیں اور ساتھ ہی جو ہیں ہم نے جتنی پیداوار ہمارے اپنے ہی صوبے کے اندر اس وقت پیداوار ہیں اس کی value addition ہو اور یہ چیز آپ کسی دوسرے ملک کو export بھی کر سکتے ہیں اس ملک کے لیے بھی زرعی مبادلہ کما سکتے ہیں یہ تو حکومت ہی کر سکتی ہے کہ آج وہ خود اپنی رضا مندی سے اٹھ کر اس پر بحث کرتے لیکن آج مجھے حکومت کی طرف سے کوئی ایسا جس طرح ہمارے دوسرے قرارداد اسی طرح گزر گئے اپوزیشن ان پر بولتے رہے شاید اس ثناء بلوچ کے قرارداد کو جس نے اس پر طویل بولی۔ اور ایک گھنٹہ تقریباً دیواروں سے با تین کرتا رہا میرے خیال میں اسی طرح منظور ہو کر پھر اسی اسمبلی کے ریکارڈ میں دفن ہو گا اور اس کا کچھ فائدہ نہ صوبے ملے گا اور اس طرح ہم اس قسم کی جو یہاں ہمارے اجلas ہوتی ہیں ان پر لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں وقت کا ضایا کرتے ہیں تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ میں ابھی ایک تو ہمارے جو وزراء صاحبان اس وقت تشریف فرمائے ان سے کہ اس قرارداد کو پڑھیں اور اس پر بحث کریں اور خود ہی جو شناﺀ بلوچ کا یہ قرارداد ہے کہ اپنے ملک کی وسائل کو صنعتی ترقی اور اس کو اپنی ترجیح بینا دوں پر اس کو آگے بڑھانے کے لیے آپ غیر جو صنعتی ترقی ہیں جو غیر پیداواری منصوبے ہیں ان کو ترک کر کے اس قسم کے منصوبے آج ہی آپ کوئی paper عدالت کے اندر جمع کر کے خود اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق اس صوبے کی ترقی کو آگے بڑھانے کے لیے کوئی کردار ادا کریں آخر میں میں اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اسی امید کے ساتھ کہ دو تین وزراء صاحبان آئے ہیں اور اس پر یہ بھرپور بولیں گے اور وہ بھی اس قرارداد کی حمایت کریں گے اس صوبے کی مفاد کی خاطر اور اس صوبے کی عموم کی مفاد کی خاطر اور امید ہے کہ یہ قرارداد اس مشترک قرارداد کی شکل اختیار کرے گی اور یہ قرارداد منظور ہو گا بہت مہربانی۔

**جناب چیئرمین:** شکریہ جناب شاہوانی صاحب۔ جی زیرے صاحب! آپ کس پر بات کرنا چاہیں گے زیرے صاحب تو میری گزارش یہ ہوگی کہا بھی۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جناب چیئرمین صاحب! ہر ایک اپنی اپنی نماز پڑھیں۔

**جناب چیئرمین:** نہیں یہ مسلمانوں کی اسمبلی ہے، کچھ تو خدا کا خوف کریں۔ اب 10 منٹ کے لیے وقفہ ہے نماز کا۔ 10 منٹ کے بعد دوبارہ اسمبلی اجلاس شروع ہوگی۔

(وقفہ نماز کے بعد اجلاس دوبارہ شروع ہوا)

**جناب چیئرمین:** جی جناب نصراللہ خان زیرے صاحب!

**جناب نصراللہ خان زیرے:** شکریہ جناب اپسیکر! اس قرارداد کو آپ منظور کر دیں۔ پھر میری قرارداد آپ پیش کریں۔

**جناب چیئرمین:** اس میں ایک نام آیا ہے شکلیہ نوید صاحب۔ وہ کچھ بولنا چاہیں گے؟

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جی میں سمجھ رہا تھا جناب اپسیکر۔

**جناب چیئرمین:** جی زیرے صاحب۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** ہمارے دوست نے request کی تھی کہ اس قرارداد کو windup کرتے ہیں۔ لیکن بہر حال یہ اس پر کچھ بولیں گے۔ اور ان تمام چیزوں کا اس قرارداد میں ذکر کیا گیا ہے۔

بڑھتی ہوئی غربت، بیروزگاری، بدمنی اور صوبے کے وسائل مسلسل کی کوئی نظر رکھتے ہوئے صوبے کے وسائل کو صنعتی اور انسانی مسائل کے فروغ کے لیے ترجیحی بنیادوں پر استعمال کریں۔ جناب اپسیکر! اگر آپ آئیں کی

آپ ذرا 37 آرٹیکل میں مملکت، معاشرتی انسان کا فروغ اور معاشرتی برائیوں کا خاتمه۔ آئیں اگر آپ "د"

پڑھیں۔ بلکہ جناب اپسیکر! الف میں پسمندہ طبقات یا علاقوں کی تعلیمی اور معاشری مفادات کو خصوصی توجہ کے ساتھ فروغ دیگی۔ یہ آئیں پاکستان 37 (الف) میں کہہ رہا ہے۔ اور پھر آگے جا کر کے "د" میں آئیں کہہ

رہا ہے کہ مختلف علاقوں کے افراد کو تعلیم، تربیت، زرعی اور صنعتی ترقی اور دیگر ترقیوں سے اس قابل بنائے گی کی وہ

ہر قسم کی قومی سرگرمیوں میں۔ جن میں ملازمت پاکستان میں خدمت بھی شامل ہے۔ پورا پورا حصہ لے سکیں

**جناب اپسیکر!** اُس کے بعد آئیں کے آرٹیکل 38 میں پھر مملکت کی وہ بیان کی گئی ہے کہ کیا ذمہ داری عموم کی

معاشی اور معاشرتی فلاں و بہبود کا فروغ۔ عام آدمی کی معیار زندگی کو بلند کر کے دولت اور وسائل پیداوار کی تقسیم کو

چند اشخاص کے ہاتھوں میں اس طرح جمع ہونے سے روک کر اس سے مفاد عامہ کو نقصان پہنچے۔ اور آجرو ماجور زمیندار و مزارع درمیان حقوق کی منصافانہ تقسیم کی ضمانت دے سکیں۔ اسی طرح جناب اپیکر! 39 میں اس حد تک کہا گیا ہے۔ بلکہ "د" میں ان تمام شہریوں کے لئے جو کمزوری یا باری ہے یا بے روزگاری کے باعث مستقل یا عارضی طور پر اپنی روزی نہ کہا سکتے ہوں۔ بلا حاظ جنس، ذات، مذہب یا نسلی بنیادوں پر۔ بنیادی ضروریات زندگی مثلاً خوارک، لباس، رہائش، تعلیم و طبی امداد معیا کریں۔ اور آگے جا کر کے 39 میں یہ آئیں پاکستان کہہ رہا ہے کہ مملکت پاکستان کے تمام علاقوں کے لوگوں کو پاکستان کے مسلح افواج میں شرکت کے قابل بنائے گی۔ جناب اپیکر! یہ سب کچھ ہمارے ساتھ ہے۔ ہمارے عوام کے ساتھ یہ اس آئین میں ہم سے وعدہ کیا گیا ہے کہ ہم آپ کو یہ یہ چیزیں ہم دیں گے۔ جتنی بھی قرارداد میں اس کا ذکر ہے۔ لیکن جناب اپیکر! افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اس وقت جس طرح ہمارے دوست نے اس پر بڑی تفصیل سے بات کی۔ اور جس طرح ہمارا ترقی کا معیار دن بہ دن نیچے جا رہا ہے۔ اور اس کے بد لے وفاق سے billions dollars کے agreement ڈالر سے زائد کے ایگر یمنٹس ہوئے۔ اُس تمام ایگر یمنٹ میں۔ اُس معاهدے میں ہمارے صوبے کے لئے کیا رکھا گیا ہے؟۔ جو ہماری اہم شاہراہیں تھیں۔ آج آپ دیکھ رہے ہیں جناب اپیکر! اسکھر سے لیکر کے ملتان۔ ملتان سے لیکر کے لاہور۔ لاہور سے اسلام آباد تک۔ پھر درمیان میں تمام ملک موڑوے سے وہ مسلک ہو گئے۔ لیکن آج بھی ہمارے پورے صوبے میں کوئی دورایہ روڈ۔ کوئی سڑک سے کراچی سنگل روڈ۔ جس میں ہر روز ہمارے محترم ماں بہنوں سے کیا نام آپ دے رہی تھیں؟ killer highway کہہ رہی ہے۔ ہر روزوہاں لوگوں کے accidents ہوتے ہیں۔ ہماری بہت قیمتی جانیں اُس میں ضائع ہو رہی ہیں۔ ڈاکٹر، انجینئر زعام لوگ۔ اور اس کوئی، لورالائی، ڈی جی خان روڈ۔ کوئی قلعہ سیف اللہ، ٹرولب، ڈیرہ اسماعیل خان روڈ۔ کوئی پھر آپ چمن تک۔ ایک روڈ بھی ان سے نہیں بن سکا۔ جناب اپیکر! سی پیک کے وہ تمام لوازمات چاہے وہ از جی پارکس ہوں۔ چاہے وہ سب corridors ہوں۔ چاہے انڈسٹریل زونز ہوں۔ وہ آپ کے کتابوں سے باہر نہیں نکلا جاسکا۔ یہاں انہوں نے بوستان میں انڈسٹریل زون بنایا تھا۔ ابھی تک وہ انڈسٹریل زون بوستان کا اسی طرح کتابوں میں پڑا ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! اگر اس طرح ترقی کی یہ رفتار رہی ہمارے صوبے کا پھر کیا ہو گا؟ کتنے ہزاروں نوجوان۔ ابھی ہمارے پاس BUITMS یونیورسٹی ہے۔ یہ دھڑکنیوں جوانوں کو انجینئرنگ کی ڈگریاں وہ نوجوان لے رہے ہیں۔ اب پروفیشنل ڈگری ہولڈر رسول انجینئرنگ کے۔ میکسٹائل

انجینئرنگ کے۔ ایکٹر انکس انجینئرنگ کے۔ باقی شعبوں کے۔ ہزاروں ہمارے پاس انجینئرز بیرون گار ہیں۔ یہ کہاں جائیں گے؟۔ یہ مزدوری بھی نہیں کر سکیں گے۔ آپ کے پاس کتنی نوکریاں ہوں گیں؟۔ وہ بھی نہیں ہے۔ پرانی یویٹ سیکٹر بھی نہیں ہے آپ کے پاس۔ یہ نوجوان کہاں جائیں گے؟۔ آج ہمارے نوجوان ہمارے مخلوقوں میں وہ ڈگری لیکروہ گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب اس طرح ہوگا تو نوجوان کہاں جائیں گے؟۔ وہ پھر کسی اور طرف وہ مائل ہو جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو قرارداد میں کہا گیا ہے کہ ہمیں وفاق اس سلسلے میں فوراً سے بیشتر۔ اس لیئے کہ آپ ابھی بتائے جا رہے ہیں کہ نوجوان ہمارے قصداً اور شعوراً اُس کو کسی اور جانب دھکلیلا جا رہا ہے۔ یہ میں سمجھتا ہوں۔ میں نے اُس دن بھی کہا تھا کہ ایک سازش کے تحت ہمارے نوجوانوں کو وہ منشیات کی جانب بڑھا رہے ہیں۔ کوئی میرا حلقہ انتخاب ہے۔ پورے کوئی شہر میں، چون میں، پشاور میں۔ پشاور کے مختلف گاؤں میں۔ لورالائی میں۔ نوشیکی میں۔ مکران کے پورے ڈویژن میں۔ کتنے وہاں نوجوان وہ out of line جا رہے ہیں۔ تعلیم یافتہ نوجوان نشوں میں بتلا ہو رہے ہیں۔ اس لئے ہو رہے ہیں کہ ایک تو سازش کے تحت انہیں اس راہ پر ڈالا جا رہا ہے۔ دوسرا یہ کہ اُنکے پاس روزگار کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ جب آپ کے پاس روزگار کے کوئی ذرائع نہیں ہوں گے۔ آپ جس طرح کہا گیا جناہ اسپیکر! ابھی آپ دیکھ لیں ہمارے ہزاروں۔ کل سینٹ کی اسٹینڈنگ کمپنی کا اجلاس ہوا ہے۔ آج اُس کی خبر اخبارات میں چھپی ہے۔ ہمارے ہزاروں پوسٹوں پر جو ہے ناں غیر لوگ وہاں ہمارے صوبے کے باہر کے لوگ۔ انہوں نے جعلی ڈویسائیل بنائے۔ وہ جا کر کے مختلف پوسٹوں پر سی ایس ایس پاس۔ ہمارے صوبے کے کوئی پروہنسی ایس ایس کے امتحان میں وہ appear ہوتے ہیں۔ وہ پاس کر لیتے ہیں۔ ہمارے اسکالر شپ پر۔ ہمارے جعلی ڈویسائیل، لوکل سرٹیکیٹس پر اسٹوڈنٹس ایم فل، پی ایچ ڈی کے لیئے باہر گئے۔ نوکریوں پر تو انہوں نے قبضہ کر لیا۔ ہمارے پاس یہاں کوئی تبادل نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! پھر یہ راستہ، یہ رکھے گا۔ اور ایک ایسا خط رنا کہ ہوگا کہ پھر کسی کی بس کی بات نہیں ہوگی۔ کہ ان نوجوانوں کو ہم روک سکیں۔ لہذا یہ عمل ضروری ہے کہ جو قرارداد میں کہا گیا ہے کہ ہر ڈویژن سطح پر صنعتی زون قائم کیا جائے۔ بد بختانہ آج ہمارے پاس جو صنعتیں تھیں۔ آج سے تمیں، چالیس سال پہلے ہمارے پاس یہ بلیں ٹیکسٹائل مل موجود تھا۔ وہ بند کیا گیا۔ سریا بمل تھا وہ بند کیا گیا۔ مستونگ کا وہ مل تھا اُس کو بند کیا گیا۔ ہر نائی وولن مل تھا۔ وہاں ہزاروں لوگ اس مل میں کام کرتے تھے مختلف shifts میں۔ ہر نائی وولن مل بند ہو گیا۔ آپکے پورے صوبے میں کہاں ہے انڈسٹری؟ سوائے حب میں۔ حب میں جناب چیزیں! وہاں کتنے ہمارے صوبے کے وہ نوجوان وہاں as a labour کام کرتے ہیں؟ as an engineer کام

کرتے ہیں؟۔ کوئی نہیں ہے تو ہمارا جو گزارہ ہورہا تھا وہ ہمارا اگر یکچھل پر تھا۔ وہ ہمارا لائیواٹاک پر تھا۔ لائیواٹاک اور اگر یکچھل کا آپ کو پتہ ہے کہ گزشتہ سالوں کی تباہ کن قحط تھی۔ آج سے میں سال پہلے سے۔ پھر اس کی وجہ سے لاکھوں درخت لوگوں نے کاٹے۔ لاکھوں مال مویشی مر گئے ہمارے۔ تو آج ہمارا پورا معاشری نظام بیٹھا ہوا ہے۔ تو یہ لازم ہے کہ اس قرارداد کے روح کے مطابق یہاں حکومت وقت، اسلام آباد کے حکمران۔ وہ ہمارے صوبے کو کم ازکم سی پیک کے جو منصوبے یہاں کچھ کاغذوں میں موجود ہیں۔ اُس پر تو عملدرآمد شروع کرائیں۔ کچھ انڈسٹریل زون تو بنائیں۔ کچھ سب کو یڈرتو بنائیں۔ ابھی کل ہی وہاں بادی نی میں کشم ہاؤس کا افتتاح ہوا۔ دو کمرے بنائے گئے۔ ٹھیک ہے خدا کرے کہ وہ آباد ہو۔ لیکن کل تو صرف ایک فو ٹو سیشن تھا۔ کیا تھا وہاں پر؟ دو تین کمرے بنائے۔ کشم والے گئے۔ وہ پھر آج واپس آگئے۔ وہاں اور کوئی نہیں ہے۔ تو ہماری request یہی ہے کہ سی پیک سے متعلق جو جو ہمارے منصوبے ہیں اُس پر عملدرآمد کیا جائے۔ اور اس قرارداد کے متن کے مطابق اس پر ایک پوری رپورٹ یہاں اسمبلی میں حکومت دوبارہ پیش کرے۔ Thank you جناب چیئرمین۔

**جناب چیئرمین:** شکریہ جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب۔ اب شکلیہ نوید صاحبہ۔

**محترمہ شکلیہ نوید نور قادری:** شکریہ اپنے صاحب! اس قرارداد کی۔ کیونکہ ہمارے شاء اللہ بلوچ صاحب نے بڑا بrif کیا آپ کو اس پر بات کی باقی ملک نصیر صاحب نے اور باقی دوستوں نے کافی detail سے بات کی ہے۔ میں صرف ایک، دو باتیں یہی کہنا چاہوں گی کہ جب کوئی بھی آپ کے population ہو یا جب بھی کوئی census ہوتے ہیں۔ تو اُس میں جو کرواریک ادا کرنا ہوتا ہے۔ ہمارا ایک یو تھکا ہے۔ 64% of youth یعنی جو بھی ہم census کو نکال لیں۔ ڈیاٹائز کال لیں۔ کیا ہمارے پاکستان کی آبادی میں 64% یعنی 30 سے نیچے جو below ہمارے نیچے ہیں۔ وہی ہمارے معمار ہیں۔ ہمارا مستقبل ہے۔ انہوں نے یہی اس ملک کو چلانا ہے۔ لیکن ہم وہ بقدرست لوگ ہیں کہ ہمارے پاس، اس صوبے کے پاس آج تک کوئی اٹھارویں ترمیم کے بعد کوئی یو تھکا پالیسی ہی نہیں۔ ایک ڈرافٹ ڈیپارٹمنٹ میں پڑا ہوا ہے۔ وہ کس وجہ سے اُس کو pursue نہیں کر رہے ہیں یا اُس کو دیکھنے رہے ہیں۔ کہ جب بھی آپ کوئی youth planning کرتے ہیں۔ تو سب سے پہلے ہم long term پلانگ کرتے ہیں۔ ہم صرف for the time being ہم اُس کے benefits کو نہیں۔ ہم اُس کو long term benefits کہتے ہیں کہ آیا اس سے میرے صوبے کو یا میرے بچوں کو یا میرے لوگوں کو کس طرح کا benefit ہوگا۔ لیکن بدقتی سے ہمارے اوپر جو باوجود چیز مسلط کردیتے ہیں کہتے

ہیں یہ آپ پڑھ لیں۔ لیکن شاید اس میں کوتاہیاں ہمارے بھی ہیں کہ ہم اُن چیزوں کو صحیح اپنے province کے respect میں ہم نہ کبھی analyse کرتے ہیں نہ ہم چیزوں کو ہم دیکھنے کی زحمت کرتے ہیں کہ اس میں ہے کیا unjust ہو کر کہتے ہے سی پیک کے بعد کی روزگار کے موقع ہیں۔ سی پیک کامیرے خیال ہے گرین، ریڈ، اور بنجھ، بلیو جو لاٹینس لے جانے کی وہ پنجاب لوگ sorry to say ماسنڈ کرتے ہیں کہ آپ لوگ ایک دم سے پنجاب کا یافیڈرل کا نام لے لیتے ہیں۔ تو وجہات یہی ہے کہ وہ ساری لاٹینس انہوں نے بنوالیں۔ اُس سے گوادر کا بچپ۔ جو ہم پورٹ کی بات کر رہے ہیں۔ کوریڈور کی بات کر رہے ہیں۔ اُس سے اُس بنجھ کو کتنا فائدہ ہوا ہے؟ آج تک کیا ہم نے اتنے عرصے میں۔ یہ پندرہ، بیس سالوں میں تباہی کوئی ٹیکنیکل انسلیٹیوٹ وہاں ہم نے انکو کھول کر دیا؟ کہ اگر ہم پورٹ بنانے جا رہے ہیں۔ jetty بنانے جا رہے ہیں۔ اور وہاں جو چیزیں یعنی جو مشینری کام آئیں۔ آج تک ہم نے ٹیکنیکل ایجوکیشن وہاں کے بچوں کو نہیں دیا ہے۔ پنجاب میں ہم نے چائیز لیگوں کو سکھانے کیلئے کوئی پتہ نہیں پندرہ ہزار سے above بچوں کو چانا بھی بچوادیا ہے۔ سی پیک اسکا لرشپس بھی ختم ہو گئے۔ دس، دس سال گزر گئے۔ لیکن آیا گوادر کا کوئی بچپ ان اسکا لرشپس میں گیا؟ سیلیف فائناں میں جو گئے ہیں ٹھیک ہے۔ لینگو تجز آج تک وہاں جو ہے ناں پنجاب کے کورس میں شامل کر دیئے۔ کہ آپ چائیز لیگوں کی سیکھیں۔ وہ کام یہاں بلوچستان پورٹ پر یعنی ہمارے گوادر میں کریں گے۔ لیکن لینگو تجز جو ہے ناں وہاں کے لوگ سیکھ رہے ہیں۔ یہاں اس کی ضرورت ہی نہیں کبھی ہم نے سمجھا۔ تو جناب اپنے صاحب! بالکل میں ثناء بلوچ بھائی کی اس قرارداد کی ہم حمایت کرتے ہے۔ کہ اگر ہم ریکوڈ کو لے لیتے ہیں۔ میں robbery کا بھی نام دیتی ہوں کہ جو ریکوڈ سے ہم اتنا سونا نکالتے ہیں۔ آج تک کبھی کوئی ریفارمری کی ہم نے بات نہیں کی۔ اندسٹریل زون کی ہم بات کر رہے ہیں کہ جی جکو ہم بنا رہے ہیں۔ لیکن حب میں employment کو ہم دیکھیں کہ سب سے زیادہ لوگ کہاں سے آتے ہیں۔ صح شام وہاں رش لگا رہتا ہے۔ وہاں سے بلوچستان کا بچہ آخر میں جا کر، یہاں آپکو لگانا چاہیے تھا۔ اگر ڈویژنل لیوں پر ہڑویژن میں آپ لگادیتے۔ ملک صاحب نے بات کی۔ ہم جو ہے ناں modernization کی طرف جو اہم ہے۔ اس وقت صوبہ جو ہے ناں ہمارا فرسودہ ایگر یکلچر۔ آج تک کبھی ہمارے جتنے بھی what is low delta crops farmers ہیں۔ یعنی ہم اُس کو نہیں بتاتے کہ low delta crops کی ہم اُس کو نہیں بتاتے کہ Think Tank ہیں اپنے اپنے crops؟۔ یعنی ہم نے کبھی اس طرح سے ایک اگر یہاں بیٹھے ہوئے سب present کے لوگوں کو جانتے ہیں۔ But he never think

بہم صرف short term چیزوں کو دیکھتے ہیں۔ کہ ہم نے کتنا benefit about the long term. لینا ہے۔ ہمیں کتنا شیرٹ ملے گا۔ ہمیں اس کو implement کرانا ہے۔ ہم نے کبھی long term چیزوں کو نہیں دیکھا۔ تو ہلہذا اگر ہم صحیح معنوں میں بیٹھ کر on one table یعنی ایک بات کریں اس پر۔ ایک debate چلے۔ تو میرا خیال ہے بلوچستان کا کوئی بچہ بے روزگار نہیں ہوگا۔ نہ ہم کہیں گے بلوچستان کے بچے اور بچیاں کو ڈگریز لیکر گھومتے ہیں۔ جلانے کی حد تک بھی مجبور ہو گئے ہیں۔ رکشے چلانے کی حد تک وہ انجینئرز مجبور ہو گئے ہیں۔ وہ ڈاکٹر زجو ہے نال ان کی ڈگریاں تو میرا خیال ہے انکی پریکشیں ہی انکو بھول چکے ہے۔ تو کم از کم یہ چیزیں اگر ہم long term پلانگ کریں تو یہ ساری چیزیں coverup ہو گیں۔ اور جو انڈسٹریل زون ہیں ہم انکو تو instal کریں۔ تو میرا یہ نہیں خیال کہ ہم بلوچستان والے پھر کبھی کسی چیز کا روناروئیں گے۔ لیکن جب تک ہم sincere ہو کر ان چیزوں کو ہم سوچیں گے نہیں۔

Thank you so much.

**جناب چیئرمین:** شکریہ۔ قرارداد نمبر 83 پر بحث مکمل ہو گئی؟ جی جمل کلمتی صاحب۔

**میر حمل کلمتی:** جناب چیئرمین صاحب!

**جناب چیئرمین:** جی جمل کلمتی صاحب! پھر اسکے بعد آپ۔ دمڑ صاحب آپ کو موقع دیا جائیگا۔

**میر حمل کلمتی:** جناب چیئرمین صاحب! شاء بلوج صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے اس صوبے کے حوالے سے انتہائی اہمیت کی حامل ہے، واقعی اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ صوبے میں بیروزگاری، غربت، بدآمنی اور صوبے کے جو وسائل ہیں، وہ کس طریقے سے استعمال ہو رہے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں اور نہ گورنمنٹ کے حوالے سے کوئی ایسی پلانگ ہے، جس سے ہماری یو تھکی حوالے سے کوئی پلانگ نہیں ہے اور ایسی بھی کوئی پلانگ نہیں ہے کہ بلوچستان معاشری حوالے سے کچھ ترقی کی جانب گامزن ہو جائے۔ جناب والا! میرا تعلق سی پیک city سے ہے۔ بغیر گوادر کے سی پیک نامکمل ہے۔ جناب والا! دوستوں نے بڑی detail میں بات کی specially شاء بلوج اور میری بہن شکلیہ نے۔ باقی نصر اللہ زیرے اور باقی دوستوں نے بات کی میں آپ کے علم میں کچھ چیزیں لانا چاہتا ہوں۔ جناب والا! بجائے یہ کہ ہم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ روزگار دیدیں اور صوبے کی وسائل کو بہتری کی جانب لے جائیں۔ گوادر میں آپ کو پہتہ ہے کہ چائیز نے جو پورٹ کے اندر کچھ فری زون بنارہے ہیں۔ اُس میں کچھ industry develop کی ہے۔ اس وقت کو سٹ لائن کی سب سے جو لوگ انڈسٹری ہے وہ fishing industry ہے۔ جس سے ہر فیکٹری میں تقریباً دو سے ڈھائی سو لوگ

افراد کام کرتے ہیں۔ اور ٹولیکو سٹ لائن میں میرے خیال سے تقریباً کوئی 50 سے اوپر 70 کے قریب کوئی فش فیکٹریز لگی ہوئی ہیں۔ اب جناب والا! گودار میں چائینز ہیں، اصولاً تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ جو لوکل انڈسٹریز ہیں ان پر پابندی لگتی چاہیے تھی۔ کیونکہ لوکل لوگ اُس سے وابستہ ہیں۔ اب آپ کو پتہ ہے اس جدید دور میں Auto plant آگیا ہے۔ میں نے پہلے بھی اس اسمبلی فلور پر کہا ہے کہ میری فیکٹری نے ایک پلانٹ لگایا ہوا ہے، جس کی production per day 40 tons قیمت بڑھائیں اُس کو صرف دو لوگ operate کرتے ہیں اُس auto plant کو۔ جبکہ manually ان فیکٹریوں میں 200 لوگ کام کرتے ہیں۔ اب اگر ایک روپیہ فش کی قیمت بڑھائیں تو سارے فنر میں اُس فیکٹری کو فرش سپلائی کرتے ہیں۔ اگر 40 ٹن اُس فیکٹری کو مل جائے per day تو میرے خیال سے باقی 10 فیکٹریاں بند ہو جائیں گی۔ اسی وجہ سے آج تک وہ پلانٹ ہم operate نہیں کرتے کہ کہیں گودار کے لوگ بیروزگار نہیں ہوں۔ اب چائینز وہاں ایک auto plant لگا رہے ہیں، بلکہ لگ چکا ہے۔ اس فلور پر جتنے بھی چائینز سے بھی میٹنگ ہوئی۔ اعلیٰ حکام کو بھی بتایا کہ بھی لوکل انڈسٹری جو لوکل لوگوں کی ہیں، اُس کو allow نہیں کریں۔ وہ دوسرا دنیا میں انڈسٹری کم ہے کہ وہ آکے fishing industry کو۔ وہ ایک auto plant تو لگا رہے ہیں، اُس کی capacity per day hundred plus کوئی میٹر کٹن ہے۔ وہ full auto plant operate کریں گے۔ اگر وہ پلانٹ وہاں چل پڑی اور ایک روپیہ fish کی قیمت بڑھادیں تو گودار کے 20 سے 25 فیکٹریاں بند ہو جائیں گی۔ اور اُس میں جو 2 ہزار یا ڈھانی ہزار لوگ کام کرتے ہیں وہ بھی ظاہری بات ہے بند ہو جائیں گی۔ اُس سے بیروزگاری بڑھے گی۔ ہم تو کوئی ایسے source تو وہاں نہیں ہیں کہ لوگوں کو compensate کر سکیں۔ یا لوگوں کو اُس کی جگہ تبادل کوئی اور روزگار کا ذریعہ مہیا کر سکیں۔ Mیری request kindly ہے کہ ان کو وہاں open نہیں ہونے دیا جائے۔

دوسرا آپ کو پتہ ہے آپ کا بھی تعلق مکران سے ہے۔ اور میرا بھی، مکران میں کئی سالوں سے جب سے اومان نے گودار پاکستان کو دے دیا۔ اُس کے بعد اومان آرمی میں سالانہ بھرتی ہوتی ہے۔ اور ہمارے مکران، خاران، آواران، خضدار اُس بیلٹ کے بہت سارے لوگ اُدمان آرمی میں اس وقت بھی موجود ہیں۔ لیکن پچھلے کئی سالوں سے جب آخری بھرتی ہوئی تھی چار سالوگوں کی۔ وہ ابھی تک نہیں جارہے ہیں۔ کیونکہ گورنمنٹ آف پاکستان نے جب آخری بھرتی ہوئی تھی چار سالوگوں کی۔ اگر چار سالوگ سالانہ بھرتی ہوں تو سالانہ 400 لوگوں کی جو تجوہ ہے وہ پاکستان کیا آنکو۔ اگر چار سالوگ سالانہ بھرتی ہوں تو سالانہ 400 لوگوں کی جو تجوہ ہے وہ

5.1.5 بلین یعنی ایک ارب 50 کروڑ کے قریب ہمارے ملک میں ذرائع مبادله تغواہ کی مد میں آتا ہے، اُس سے یہ ہے کہ آپ کو تو پتہ ہے کہ ہمارے لوگوں کی ایک گھر میں ایک بندہ روزگار کرتا ہے تو اُس لوگ اُس گھر میں کھاتے ہیں۔ تو اُس اور ان آرمی کی بھرتیاں بھی روک دی ہیں۔ اُس کو تو وہ سلسہ لہ چلتا چاہیے تاکہ ایک تو جو اور ان آرمی میں بھرتی ہوتی تھی اُن کی فیملیز بھی وہاں جاتی تھیں۔ اُن کو اچھی ایجوکیشن اور اچھی سہولیات، ہیلٹھ کی سہولیات ہوں۔ جب وہ ریٹائرڈ ہو کے آتے تو انکو کروڑوں روپے ریٹائرمنٹ کی مد میں ملتے تھے، وہ آکے اسی ملک میں یہیں انویسٹ کرتے اپنی فیملی پر۔ اور کچھ لوگ کوئی بنس کرتے تھے اُس سے اُس علاقے کے لوگ فائدہ اٹھاتے تھے۔ اُن کو روزگار کا ذریعہ مل جاتا تھا، تیرسری چیز industrialization کی بات ہو رہی تھی۔ جب تک ایک ڈسٹرکٹ میں بھلی اور پانی نہیں ہوں آپ بھی مکران سے تعلق رکھتے ہیں، روزانہ کوئی آٹھ سے دس گھنٹے ہمارے اور آپ کے علاقے میں لوڈ شیڈنگ ہے۔ تو industry کہاں سے develop ہو گی بغیر بھلی کے؟ سب سے پہلے انرجی کے facilities وہاں ہونی چاہیے۔ پانی ہونا چاہیے، تب جا کے کوئی انڈسٹری وہاں سے growth کر گی۔ ہیومن ریسورسز ڈولپمنٹ اُس کے حوالے سے بھی کوئی پلانگ نہیں ہے۔ آیا آپ نے وہاں top class institute بنائے ہیں۔ ایسے ادارے بنائیں، جہاں سے لوگ تعلیم حاصل کر سکیں یا کوئی انجینئرنگ یونیورسٹی بھی وہاں نہیں بنائی۔ اتنا بڑا پورٹ سٹی ہے۔ تو آپ کہتے ہیں کہ جائیں آپ پورٹ میں ہمارے سکولوں کی حالت یہ ہے کہ سنگل ٹھپرا ایک کلاس روم اور ایک سنگل ٹھپر تو ہم کہاں مقابلہ کر سکتے ہیں، ہم جائیں گے۔ اور دوسرا بات وہاں ایسے ادارے کھولے جائیں مکران میں، خاص کر گوادر، کیچ، پنجکور کہ وہاں سے لوگ فنی تعلیم بھی حاصل کریں اور ٹکنیکل تعلیم بھی حاصل کریں۔ اور وہاں سے تعلیم حاصل کر کے ہمارے پاس بہت سے موقع ہیں خلیج ممالک میں۔ وہاں سے بھی ہم روزگار حاصل کر سکتے ہیں۔ ہمارے لوگ وہاں پر ہیں، جاتے ہیں وہاں، اُن کی females ہیں، بہت سارے لوگ بلوچستان کے اس وقت GCC countries میں ہیں، وہیں سے اُن کی females کا گزر بس رہو گا۔ اس کے علاوہ وسائل کی بات کرتا ہوں۔ اس اسembly میں ہم اور آپ جب کامبینیٹ میں تھے۔ ہم نے قرارداد یہاں لائے تھے۔ ہمارے جتنے بھی وسائل ہیں، معدنی وسائل ہوں گی۔ ہمارا food sea return ہو گیا۔ یہ سارے کراچی پورٹ سے ہوتے ہیں۔ اور ہمارے کسی بینک میں چاہے پورٹ ہو ہماری سبزی ہو، جو بھی جا رہی ہیں، وہ سندھ پورٹ سے جا رہی ہیں۔ اُس کا جو return ہے ٹیکسٹر کی مد میں وہ بھی وہاں مل رہا ہے۔ ہمارے پاس انڈسٹری لگی ہوئی ہیں، ٹپاں انرجی کو دیکھ لیں یا جکبو کو دیکھ لیں، جیلیٹ کو دیکھ لیں۔ بولان مائینگ کو دیکھ لیں۔ ان سب کے head

یا تو اسلام آباد میں ہیں یا تو کراچی میں، تو ظاہری بات ہے ان کے head office وہاں ہیں، وہ offices ٹیکس بھی وہاں دیں گے۔ میں نے پہلے بھی قرارداد کی شکل میں بھی اس کو منظور کرائی اس اسمبلی سے، اُس قرارداد کو دوبارہ نکالا جائے اور اُس پر عملدرآمد کیا جائے تاکہ ان کے offices اس صوبے میں آجائیں اور یہاں ٹیکس دیں اس کا زر متبادل بھی ٹیکس کے مد میں ہمارے صوبے کو ملے اور سارے بینکوں میں export form رکھے جائیں۔ حب سے آگے یا ژوب یا فورٹ منرو سے آگے ہمارے ڈیپارٹمنٹ ہو جو check کریں کہ ہماری جو product جاری ہیں اس صوبے سے باہر آیا۔ ان کے پاس یہ form انہوں نے بلوچستان کا fill کیا ہوا ہے تاکہ اس کا ریٹرن بلوچستان میں ملے۔ سی پیک کے حوالے سے میری بہن نے بات کی سی پیک واقعی سی پیک کی بہت زیادہ ضرورت بھی ہے چونکہ گوادر پورٹ کو بھی چلانا ہے اور ایک سی پیک کے حوالے سے جو روٹ بن رہا ہے اُس سے بلوچستان کو بہت زیادہ فائدہ بھی ہو گا اور بلوچستان کے لوگوں کو بھی ہو گا۔ لیکن سی پیک کے پروجیکٹ کہاں ہیں ہم پانی کیلئے ترس رہے ہیں ہم ہیلٹھ سہولیات کے لئے ترس رہے ہیں ابھی بھی گوادر سے لوگ آئے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ہسپتال میں نہ دوائی ہے، نہ کچھ ہے، کوئی سسٹم ہی نہیں ہے۔ تو اس حوالے سے جو بنیادی سہولتیں ہیں لوگوں کے۔ ہم لوگوں کا دل اُس وقت جیت سکتے ہیں۔ جب ہم لوگوں کی ضرورتوں کو پورا کریں۔ اگر فیڈرل گورنمنٹ اپنی ضرورتوں کو پوری کرتی رہے۔ تو ظاہری بات ہے جو بلوچستان میں جس طرح کے حالات آج کل چل رہے ہیں یا پہلے سے چل رہے ہیں، لوگ disheart ہو چکے ہیں۔ تو ان کا دل جنتے کیلئے سی پیک کے پیے بلوچستان۔ کیونکہ بلوچستان کے بغیر گوادر کے بغیر سی پیک ناممکن ہے۔ تو اُس کا زیادہ تر جتنے بھی پروجیکٹس ہیں وہ اس صوبے میں لگنے چاہئیں۔ تاکہ یہ صوبہ خوشحال ہو۔ اور جو ہمارے ناراض دوست ہیں تاکہ ان کو بھی احساس ہو کہ یہاں کچھ ہو رہا ہے development کی صورت کی میں، روزگار کی صورت میں۔ میری بہن نے بات کی scholarship کی، آپ کا بھی تعلق اُسی area سے ہے میرا بھی۔ آپ مجھے بتائیں کہ scholarship کی مد میں ہمارے کون سے بچے جا رہے ہیں specially میں بلوچستان کی بات کروں گا۔ آپ چائیزی سی پیک جا کر دیکھیں، آپ اُس کی detail منگوائیں، کہ کتنے بچے بلوچستان سے ہیں کتنے KP سے ہیں، واقعی وہ اس ملک کے شہری ہیں، ہمارے بھائی ہیں۔ لیکن ہمارا صوبہ پسمند ہے، بے روزگاری ہے، ہمارے بچوں کو زیادہ سے زیادہ scholarship ملنا چاہیے۔ اُس کی detail منگوائیں، کہ کتنے students بلوچستان کے ہیں کتنے KP کے ہیں، کتنے سندھ کے ہیں، کتنے پنجاب کے ہیں، کتنے گلگت بلستان کے ہیں میرے خیال میں ان میں کتنی کے ہوں گے، پانچ، چھ یا دس اُس سے زیادہ نہیں ہوں گے۔ اصولاً

تو ہونا یہ چاہیے تھا کہ سی پیک کے through بلوچستان کے ہر بچے کی تعلیم free ہوئی چاہیے تھی۔ چاہے وہ دنیا کے کسی بھی institution میں پڑھنا چاہتا تھا، گوادر کے ہر بچے کو free تعلیم دینے چاہیے تھی۔ ہمارے پاس تو لوگ ہی نہیں ہیں۔ ہمیں تو چاہیے تھا ہم اپنے اداروں کے specially mining sector, technical engineering sectors, fisheries sectors, agriculture sector ان کے لوگوں کو ہم بھیجیں باہر government of balochistan بھیجے۔ کتنا خرچ آئے گا اگر سال میں چار چار بچے جائیں دنیا کی top universities میں؟۔ بلکہ وہ واپس آ کر یہیں serves کریں گے اور ہماری چیزوں بھی بہتر ہوں گی وہ کچھ سیکھ کر آئیں گے تو ہمارے system کو بہتر کریں گے۔ یہاں تو کوئی ایسا ادارہ نہیں ہے کہ جہاں سے ہم پڑھ سکیں اور چیزوں کو بہتری کی طرف لے جاسکیں۔ technical education ہمیں دیں۔ یہ ساری باتیں میں چاہ رہا تھا کہ اس قرارداد کے حوالے سے اس add کیے جائیں اور یہ ساری detail اس سمبلی کو provide کیے جائیں، اس ایوان میں بیٹھے بلوچستان کے نمائندوں کو provide کیے جائیں۔ اور تیسری بات اس PSDP کے حوالے سے، اس بجٹ میں بلوچستان کے youth کے حوالے سے کوئی project نہیں ہے، یہ روزگاری کو ختم کرنے کے حوالے سے کوئی یا وسائل کی بہتری کے حوالے سے۔ صرف سڑکیں بنانے سے بلوچستان نہیں بدلتے گا۔ بلوچستان کے لوگوں کو سہولتیں دینی ہیں، ان کو روزگار دینا ہیں، youth develop کرنا ہیں، ابھی ادارے education کی بنانے ہیں۔ سڑکوں سے بہتر ہے ہم اپنے اسکول اور ہسپتاں کو بہتر کریں۔ جناب والا! یہ ساری میری گزارشات ہیں اس قرارداد کے حوالے سے۔ آپ کا بہت شکر پر کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور سننا۔

**جناب چیزیں:** شکر پے میر حمل۔ جی نور محمد دمڑ صاحب آپ اسی قرارداد پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

نور محمد در (وزیر مکمل پی اچ اے ای و واسا): آعُوذُبِ اللہ مِنَ الشَّیطَنِ الرَّجِيمِ۔ سُمْ اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِیْمُ جناب چیز میں صاحب اشکر یہ کہ آپ نے مجھے time دیا۔ ابھی جس موضوع پر دوستوں نے بات کی شناخت بھائی کی طرف سے ایک قرارداد آئی ہے۔ سب سے پہلے تو میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں، بلکہ میں نہیں سارے treasury benches کی طرف سے انشاء اللہ اس قرارداد کی حمایت ہوگی۔ اور یقیناً یہ قرارداد بلوچستان کے عوام اور بلوچستان کے بے روزگار نوجوانوں کا اس پر اگر عمل ہو جائے تو ایک مستقبل ہوگا۔ اس قرارداد میں جو باتیں کی گئی ہیں یقیناً بلوچستان میں بے روزگاری عام ہے۔ اس بے روزگاری کی وجہ سے بدمانی بھی پھیل رہی ہے۔ اسی بے روزگاری کی وجہ سے ہمارے لوگوں کی government اور اداروں سے قربت نہیں رہتی۔ اسی

بے روزگاری کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں کئی مسائل جنم لیتے ہیں۔ تو یہ قرارداد یقیناً شاء بھائی نے پیش کی یہی ہماری حکومت اور بلوچستان عوامی پارٹی کا ہے۔ بلوچستان سے بے روزگاری کا خاتمه بلوچستان کے نوجوانوں کو روزگار دینا، بلوچستان کے معاشرے کو develop کرنا اس سے کوئی شعور انسان انکار نہیں کر سکتا۔ یقیناً ہم سارے بلوچستان کے لوگ ہیں، ہم سب چاہتے ہیں بلوچستان ترقی کرے بلوچستان کی society ترقی کرے، بلوچستان کے نوجوانوں کو روزگار ملے، بلوچستان آباد رہے۔ بلوچستان کی پسمندگی سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ بلوچستان ابھی سے نہیں عرصہ دراز سے جب سے ہمارا ملک پاکستان معرض وجود میں آیا اس وقت سے بلوچستان پسمندگی کا شکار ہے۔ پاکستان کے کئی حصوں نے ہر حوالے سے بہت ترقی کی، اگر دیکھا جائے تو ہر صوبے میں روزگار کے lie factories بنائی ہوئی ہیں گورنمنٹ کی طرف سے لیکن بلوچستان کی بے روزگاری اور بلوچستان کے نوجوانوں کے مستقبل کے لیے ابھی تک کوئی خاطرخواہ action نہیں لیا گیا۔ یہی ہماری بد بخشی ہے۔ ہم جس کو بھی مورداً الزام ٹھرا کیں میرے خیال میں کوئی بھی اس سے بری الزمہ نہیں۔ میرے خیال میں بلوچستان کی پسمندگی ہماری ساری پارٹیوں کا، سارے دوستوں کا، ساری حکومتوں کا کردار رہا ہے۔ یہ پسمندگی کسی کی وجہ سے نہیں ہمارے اپنے ہی ہاتھ کے وجہ سے ہمارے اپنے کردار کی وجہ سے ہے۔ تو اس سے اگر کوئی انکار کرے تو پھر اس بلوچستان کی دھرتی سے ہم مغلظ نہیں ہونگے۔ تو ہماری موجودہ حکومت کا یہ vision ہے کہ بلوچستان ترقی کرے بلوچستان کے نوجوانوں کو روزگار ملے اور وہ چاہے جس صورت میں بھی ہو۔ میں اس کی ایک مثال دے دیتا ہوں، بلوچستان کی حکومت کی پسمندگی میں ہمارا ہی ہاتھ ہے ہمارے ہی لوگوں کی وجہ سے ہے۔ بلوچستان کے نوجوان جو بے روزگار پھر رہے ہیں تو واقعی وہ ہمیں ملے بھی ہیں، ہم نے اُن موقع سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ دس سال سے بلوچستان کی کوئی تیس ہزار نوکریاں ایسی ہی پڑی ہیں کئی قوم پرست حکومتیں گزری ہوئی کئی اس دھرتی سے محبت کرنے والے لوگ گزرے ہوں گے باطنہ جو زبان سے تو ہم بولتے ہیں لیکن عملاً ہم نے کچھ نہیں کیا۔ تو تیس ہزار نوکریاں جو خالی پڑی ہیں اگر اس میں تیس ہزار نوجوان لگ جاتے تو کسی حد تک ہمارے نوجوانوں کا مستقبل بن جاتا اور کسی حد تک بلوچستان کی بے روزگاری میں کمی آجائی۔ تو ابھی ہماری حکومت نے باقاعدہ کام شروع کیا ہے اور یہ تیس ہزار نوکریاں انشاء اللہ ہماری ہی حکومت میں بلوچستان کے اُن بے روزگار نوجوانوں کو ملیں گے جو کافی عرصے سے بے روزگار پھرتے چلے آئے ہیں اور جو overage ہو گئے ہیں۔ اور کافی لوگ جن کے ہاتھوں میں ڈگریاں تھیں وہ بے زار اور مایوس ہو گئے اور اپنی ڈگریوں کو جلا دیا۔ تو انشاء اللہ ہماری حکومت اور بلوچستان عوامی پارٹی کا منشور یہی ہے کہ یہ تیس ہزار

اسامیوں کو، میں کریں گے اور بے روزگار نوجوانوں کو، میں merit کی بنیاد پر۔ اور ساتھ ساتھ یہی پیک ہماری حکومت اور بلوچستان عوامی پارٹی کی طرف سے جوان کے حق میں جو اقدامات کیے گئے ہیں یقیناً سی پیک کی وجہ سے ہماری بلوچستان کی بے روزگاری پر بڑا اثر پڑے گا۔ سی پیک اگر پایہ تکمیل تک پہنچ جائے تو اُس میں بلوچستان کے نوجوانوں کے لیے روزگار کے کئی موقع موجود ہیں۔ تو اُس کے لیے بھی ہماری موجودہ حکومت نے سی پیک کے لیے بنیادی اقدامات کیے ہیں۔ ہمارے دوستوں کو علم ہو گا کہ سی پیک جو کہ پچھلے ادوار میں صرف باتوں کی حد تک محدود تھا افتتاح بھی informal ہوتا تھا لیکن کاغذوں میں کچھ نہیں ہوتا تھا۔ لیکن ہماری اس حکومت نے چاہی وہ provincial federal ہو یا حکومت ہو تو بنیادی سی پیک کے مقصد پر انہوں نے کام شروع کیا اور آخر سی پیک کے اس روڈ کا باقاعدہ افتتاح ہونے جا رہا ہے۔ اور ان کا باقاعدہ tender بھی ہو گئے ہیں۔ تو انشاء اللہ عنقریب بلوچستان عوامی پارٹی بلوچستان کی بے روزگاری میں کسی حد تک کی لاسکے گی۔ تو جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے تو یقیناً اس قرارداد میں ہمارے دوست نے جن باتوں کا ذکر کیا ہے بلوچستان کی عوام بلوچستان کے نوجوان کسی سے کم نہیں۔ ان کی صلاحیتیں کسی سے کم نہیں۔ ان میں صلاحیتوں کی کمی نہیں لیکن ان کی طرف ہم نے اور ہماری سیاسی حکومتوں نے بلوچستان کے نوجوانوں پر بھی بھی توجہ نہیں دی۔ تو انشاء اللہ یہ قرارداد اگر اس پر عملدرآمد ہو جائے تو یقیناً بلوچستان کی بے روزگاری پر کافی اثر پڑ جائے گا۔ اور ساتھ ساتھ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو قرارداد ہے یہ صرف اپوزیشن کی نہیں بلکہ پوری اسمبلی کی قرارداد ہوئی چاہیے۔ اور مرکزی حکومت سے ہمارا مطالبہ ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: اذان ہے۔

(خاموشی مغرب کی اذان)

جناب چیئرمین: جزاک اللہ جی دمڑ صاحب۔

وزیرِ حکومہ پی ایچ ای و بی و اسا: جناب چیئرمین صاحب! توبات پیر روزگاری اور بلوچستان کی پسمندگی کی ہو رہی ہے۔ تو میرا کہنا یہ تھا کہ بلوچستان عوامی پارٹی اور بلوچستان کی موجودہ حکومت کا یہ vision ہے کہ بلوچستان ترقی کرے بلوچستان کے نوجوانوں کو روزگار ملے۔ چاہے جس صورت میں بھی ہو میں اسکا ایک مثال دے دیتا ہوں بلوچستان کی حکومت کی پسمندگی میں۔ میں نے کہا کہ ہماری ہاتھ ہے۔ ہمارے یہی لوگوں کی وجہ سے بلوچستان کے نوجوان پیر روزگار بھر رہے ہیں تو اگر موقع ہمیں ملے بھی ہیں تو ہم نے ان موقعوں سے فائدہ نہیں لیا 10 سال سے ہمارے بلوچستان کے تقریباً کوئی 30 ہزار نو کریاں ایسی ہی پڑی ہیں کئی حکومتیں گزری ہیں کئی

قوم پرست حکومتیں گزری ہوں گی۔ کئی اس دھرتی سے محبت کرنے والے لوگ گزریں ہوں گے۔ بظاہر جو ہم زبان پر بولتے ہیں لیکن عملًا ہم نے کچھ نہیں کیا تو 30 ہزار vacancies جو خالی پڑی ہیں۔ تو یہ 30 ہزار لوگ اگر ہمارے بے روزگار ان پر لگ جاتے تو کسی حد تک ہمارے بلوجستان کی نوجوانوں کا مستقبل بن جاتا تھا اور کسی حد تک بلوجستان کی بیرونی زگاری میں کمی آ جاتی۔ تو ابھی ہماری حکومت نے اس پر باقاعدہ کام شروع کیا ہے تو انشاء اللہ یہ 30 ہزار نوکریاں ہماری ہی حکومت میں بلوجستان کے ان بیرونی نوجوان کو ملیں گے جو کافی عرصے سے بیرونی زگار پھر تے چلے آئے ہیں اور جن کی عمر over age ہوئے ہیں اور کافی لوگ جن کی ہاتھوں میں ڈریاں تھیں وہ بیزار اور مایوس ہو گئے۔ اپنی ڈگریوں کو جلا دیتے۔ تو انشاء اللہ ہماری حکومت اور ہماری بلوجستان عوامی پارٹی کا یہ جو vision اور منشور یہی ہے کہ انشاء اللہ یہ 30 ہزار نوکریوں کو ہم fill کریں گے اور ان بیرونی زگار نوجوان کو میراث کی بنیاد پر۔ اور ساتھ ساتھ سی پیک کی ہماری بلوجستان عوامی پارٹی اور بلوجستان حکومت کی طرف سے جوان کے حق میں اقدامات کیے گئے ہیں۔ یقیناً سی پیک کی وجہ سے ہماری بلوجستان کی بیرونی زگاری پر ایک بڑا اثر انشاء اللہ پڑیگا۔ سی پیک اگر پایہ تکمیل پہنچ جائے اس میں بلوجستان کے نوجوانوں کے لیے روزگار کے کئی موقع اس میں موجود ہیں۔ تو اس کے لیے بھی ہماری موجودہ حکومت نے سی پیک کے لیے ایک بنیادی اقدامات کیے ہیں۔ ہمارے دوستوں کو علم ہو گا کہ سی پیک جو کہ پچھلے ادوار میں صرف باتوں کی حد تک۔ باقی ہوتی تھیں۔ افتتاح بھی ایک formal informal افتتاح کیا۔ لیکن کاغذوں میں کچھ بھی نہیں تھا لیکن ہماری اس حکومت نے وہ چاہے فیڈرل حکومت ہے وہ چاہے پرانشل حکومت ہے تو بنیادی سی پیک کا جو مقصد تھا تو انہوں نے اس پر کام شروع کیا۔ اور آخر سی پیک کا باقاعدہ اس روڈ کا باقاعدہ افتتاح ہونے کو جارہا ہے اور ان کا باقاعدہ ٹینڈر بھی ہو گئے ہیں۔ تو انشاء اللہ عنقریب بلوجستان عوامی پارٹی اور ان کی حکومت بلوجستان کی بیرونی زگاری میں کسی حد تک کمی لا سکیں گے انشاء اللہ۔ تو جہاں تک اس قرارداد کی تعلق ہے تو یقیناً اس قرارداد میں ہمارے دوست جن باتوں کا ذکر کیا ہے یقیناً بلوجستان کی عوام میں کسی۔ بلوجستان کی عوام بلوجستان کی نوجوان کسی سے کم نہیں۔ ان کی صلاحیتیں کسی سے کم نہیں۔ ان میں صلاحیتوں کی کمی نہیں۔ لیکن ان کی طرف ہم نے اور ہماری سیاسی حکومتوں نے بلوجستان کی نوجوانوں کو کبھی بھی توجہ نہیں دی۔ ان کی بیرونی زگاری پر کبھی توجہ نہیں دی۔ تو انشاء اللہ اگر یہ قرارداد اس پر عمل درآمد ہو جائے۔ تو یقیناً بلوجستان کی بیرونی زگاری پر کافی اثر پڑ جائیگا اور ساتھ ساتھ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو قرارداد ہے۔ یہ صرف اپوزیشن کے نہیں یہ پوری اسمبلی کی قرارداد ہونا چاہیے اور حکومت مرکزی حکومت سے ہماری مطالباً ہونا چاہیے کہ بلوجستان میں بیرونی زگاری کو ختم کرنے کے لیے، ہماری صنعت کو

فروغ دیا جائے ہمارے بلوچستان کے نوجوانوں کے لیئے روزگار کے لیے فیکٹریاں بنائی جائیں اور ہمارے بلوچستان کی پسمندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہاں اگر فیکٹریاں بنیں گی تو انشاء اللہ ہماری بلوچستان پسمندگی، روزگاری کے ساتھ ساتھ پسمندگی پر بھی ایک اثر پڑ جائے گا۔ تو میں قرارداد کی ایک دفعہ پھر حمایت کرتا ہوں اور دوستوں سے یہی امید کہ اس قرارداد کے جب آپ لوگ لائیں گے ہم آپ کے ساتھ دیں گے انشاء اللہ۔ مہربانی جناب چیریمن: شکریہ جناب نور محمد دمڑ صاحب اب میں floor دیتا ہوں ٹائنس جانسن صاحب کو جو قرارداد نمبر 38 اظہار خیال کریں۔

جناب ٹائنس جانسن: شکریہ sir شناء بلوچ صاحب کی قرارداد کی مکمل میں حمایت کرتا ہوں اور تمام اقلیتوں کی جانب سے، جناب! بلوچستان میں پرائیویٹ سیکٹر پر جو ہمارے دو، چار ادارے تھے یا mill تھے بولان مل، ہر نائی مل اور، وہ بھی بند کروادی گئی ہیں دانستہ اور پرائیویٹ سیکٹر پر کوئی نہیں ہے، کوئی job نہیں ہے، سرکاری ڈپارٹمنٹس ہیلٹھ ایجوکیشن یا جہاں jobs کی کوئی سہولت نہیں ہیں، نہ کوئی اقلیت وہاں appoint ہو سکتی ہے۔ ہمارے وزیر اس وقت بیٹھے نہیں ہیں تو ہم لوگ کس سے بات کریں؟ ہماری دو بیٹیاں ہیں ان سے میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ تیس ہزار نو کریوں کے توہ سال بجٹ میں ہمیں بتا دیا جاتا ہے کہ تیس ہزار نو کریاں ہیں۔ میں عموماً بات کرتا ہوں اقلیت کی لیکن اقلیت سے ہٹ کر میں بات کرتا ہوں ہمارے اکثریت کے بچے اور بچیاں بھی بے روزگار ہیں ہر گھر میں پریشانی ہے ہمارے ساتھ ہم جہاں public میں جاتے ہیں، ہم ان کے سوالات کا کوئی جواب نہیں دے سکتے کیونکہ جو بچے جن کو بڑی مشکل سے تعلیم دلواتے ہیں یہاں غربت بلوچستان میں اتنی ہے اور کسی سوال کا جواب اکثریت والے بھی منسٹر تک نہیں دے سکتے کہ کیا ہم لوگ انکو جواب دیں۔ جہاں scholarship کی میرے حمل بھائی نے بات کی ہے مذہبی امور کے department میں دیش صاحب کے پاس 2 سال سے بجٹ آیا ہوا ہے جس میں اسکالر شپ تو ابھی دوسو سال کے بجٹ میں سے جو public applications نے دی ہوئی ہیں اُس پر کوئی عمل نہیں ہو رہا دوسو سال سے اور بیٹیوں کی شادیوں کے لیے تھی اور معذور افراد کے لئے لیکن میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ایسی بھی بیٹیاں ہیں جو دو بچوں کی ماں بن چکی ہیں جنہوں نے مجھے applications میرے توسط سے دی ہوئی ہے۔ انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میں جاتا ہوں اس department میں توہ مرتبہ کہتے ہیں کہ جی ابھی meeting تک نہیں ہوئی ابھی تک minutes نہیں بنیں اور جیسے سیکورٹی قیمت میں پیسے تھے اس نے بھی کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ موجودہ دور میں ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا یہے حالات۔

**جناب چیئرمین:** جانسن صاحب ایک منٹ! نسٹر صاحب اگر میری آواز سن رہا ہو اگر کہیں ہیں مہربانی کر کے اسمبلی کے فلور پر تشریف لے آئیں کہ حکومت کی جانب سے دو ممبروں کے علاوہ Cabinet Ministers میں سے کوئی نہیں ہے اگر وہ میری آواز سن رہا ہے تو براہ مہربانی فلور پر آجائیں۔ جی جانسن صاحب۔

**جناب ٹائمس جانسن:** Sir ایسا ہے کہ جن بچوں نے یا جن نوجوانوں نے یا بیٹوں کے ماں باپ نے درخواستیں دیں اُن سے میں نے کہا کہ آپ کے جو مسائل ہیں کچھ تھوڑا بہت انتظام کر لیں آپ کی جمع کرادی ہیں لیکن ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا جا رہا۔ آپ کی توسط سے میں کہنا چاہتا ہوں کہ مذہبی امور کے جو سیکرٹری صاحب ہیں اُن سے کہا جائے کہ فوری طور پر ان کو Relizir کریں scholarship پر بھی نہیں، جو بچے پڑھ رہے ہیں ان کی تعلیم میں رکاوٹ نہیں ڈالی جائے پہلے کرونا کی وجہ سے وہ بھلی ہوئی ہے سب لوگ پریشان ہیں ابھی سردیوں کا موسم آیا ہے میں کچھ اور بھی add کرنا چاہتا ہوں گیس کے حوالے سے کہ اس سردی کے موسم میں اس وقت پر بہت اثر ہو گا، اور پیشتر ہمارے جو اسکیمات ہیں میں اُنکو یہ کہا ہے، تیسرا بجٹ بھی آنے لگا، شاید ہو جائے اور ابھی اُن اسکیمات پر گیس supply نہیں کی گئی ہے۔ بجٹ، پیسے منظور کرنے کا، کرونا کیلئے کیا فائدہ جب اُنکی جو جائز ہے گیس supply نہیں کر سکتے جس سے ہم لوگوں کی زندگیاں بچتی ہیں ہمیں تو گیس استعمال کے لے ملتی ہیں کہ ہم اپنی زندگی بچائیں ناکہ ہم کھانا بنانے کے لئے، تو سندھ اور پنجاب یاد و سرے صوبوں کو گیس اس لیے مہیا کی جاتی ہے کہ وہاں اُن کے لیے روٹی بنانے کے لیے لیکن یہاں کوئی میں بلوچستان میں گیس اس لیے ہمیں چاہیے کہ اپنی زندگی بچانے کے لیے۔ ابھی تو پھر کوئی ناممہم ہے سردی کا زیادہ شروع ہو جائے تو اس میں کوئی ہماری مدد کریں۔ سرکار کی طرف سے تو مجھے کوئی پیسے نہیں دیے جاتے ہیں جو میں کہتا ہوں کہ اس مد میں گورنمنٹ ہماری مدد کر دیں یا خود اپنے دیش کے توسط سے لگا دے اپنے نمائندے کی through وہاں گیس سپلائی کر دیں اس کیلئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور روزگار کا جہاں تک ہمارے بچے جہاں ایجوکیشن میں دیے ہیں applications پورے بلوچستان کے اقلیت کے بچوں نے اُس کوٹہ پر عمل نہیں کیا جاتا اس پر پابندی کیا جائے کے اقلیتوں 5% کوٹہ پر عمل کیا جائے۔

شکریہ sir۔

**جناب چیئرمین:** شکریہ جناب ٹائمس جانسن صاحب۔ دوستوں کی اظہار خیال سے جو دو چیزیں سامنے آئی ہیں جو کہ فوری میں سمجھتا ہوں کہ ان کو address کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک تو چیئرمین کی جانب سے ہدایت کی جاتی ہے اپنی منسٹری eduction کو کہ چائینز scholarship کے حوالے سے بلوچستان میں

ہماری کتنے بچے باہر گئے ہیں اور کتنی اسکالر شپ آئے ہیں اُس کی details اسمبلی کو فراہم کیا جائے؟ اور floor پر منسٹر صاحب آکے بتائیں کہ ہمارے کتنے بچے باہر گئے ہیں۔ تاکہ بلوچستان کے عوام کو پتہ چلے۔ دوسری سیکرٹری اسمبلی کو ہدایت کی جاتی ہے کہ اُمان میں جو 400 لوگ بھرتی کیے گئے اُمان گورنمنٹ کی جانب سے اور ان کا نہ جانا اُمان میں یہ سمجھ سے بالاتر ہے کیونکہ ہمیں زرمیادہ کی بھی ضرورت ہے اور بے روگاری کم کرنے کے لئے جہاں ہم اپنے treasury پر زور دیتے ہیں لیکن اُمان میں اگر ہمارے بندے جانا چاہتے ہیں اور select ہو گئے نہ جانے کی وجہ کیا ہے وہ سیکرٹری اسمبلی کو ہدایت کی جائے فیڈرل گورنمنٹ سے details لے کر ہمیں بتائیں کہ اگر کہیں hurdle ہے تو ہم صوبائی گورنمنٹ سے request کر کے اُس hurdle کو ہٹا دیں گے۔ جی تو آگے بڑھتے ہیں۔ جی میں یہی کر رہا ہوں آپ تھوڑا سا حوصلہ رکھیں یہ جو دو اہم چیزیں تھیں اُس میں نے بتا دیا۔

آیا قرارداد نمبر 83 کو منظور کیا جائے؟ قرارداد نمبر 83 منظور ہوئی۔

جناب نصراللہ خان زیرے صاحب رکن اسمبلی آپ اپنی قرارداد نمبر 85 پیش کریں۔

### قرارداد نمبر 85

جناب نصراللہ خان زیرے: Thank you جناب چیئر مین! ہرگاہ کہ گزشتہ ایک سال سے کوئی شہرو گرد و نواح میں بجلی کی غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ اور کم ولیع کے باعث عوام کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جبکہ دوسری جانب حبیب اللہ کوٹل پاور پلانٹ گیس کی بندش کی وجہ سے بند پڑا ہے جس سے نال صرف بجلی کا بحران پیدا ہو گیا ہے بلکہ زراعت کا شعبہ تباہ اور سینکڑوں ملازمین کی ملازمتیں داؤ پر لگی ہوئی ہے لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ اخخار ہو یں آئینی ترمیم کی روشنی میں صوبے کے وسیع تر مفاد میں کوئی شہر و گرد و نواح اور حبیب اللہ کوٹل پاور کو گیس کی فراہمی لیفٹنی بنائے تاکہ بجلی کا بحران کم ہو اور ساتھ ہی لوگوں کو روزگار کے موقع بھی میسر ہو سکیں۔

جناب چیئر مین: معزز رکن کی جانب سے قرارداد نمبر 5 8 پیش ہوئی۔ کیا آپ قرارداد کی admissibility پر کچھ فرمائیں گے؟ زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جی چیئر مین صاحب! آپ کی اجازت سے عموماً جناب چیئر مین! کہ یہاں ہمارے صوبے میں بالخصوص میں اس صوبے کے capital کی بات کروں گا۔ یہاں کم و بیش اگر صحیح اندازہ لگائیں کوئی 30 لاکھ کے قریب ہماری آبادی ہے ویسے جو مردم شماری میں بتایا گیا ہے کہ وہ بہت کم بتایا گیا ہے۔

اس آبادی کے عوام آج کل بھلی کی لوڈ شیڈنگ سے اور ان کی کی ویٹی کی وجہ سے جو نقصانات ہوئے ہیں چیز میں صاحب! وہ آپ کو پتا ہے اور out of the entire province ہمارے پاس کتنی بھلی ہے؟ کتنے گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے؟ 24 میں سے محض یا آپ کے ساتھ ہی پیشین ڈسٹرکٹ ہے چالیس پچاس کلومیٹر دور ہے شمال میں ساتھ میں ہمارے پاس مستونگ ہے کوئی کے نزدیک ہے یہاں 24 گھنٹے میں محض 6 گھنٹے بھل دی جاتی ہے۔ بھل کی بڑی کمی ہے یہاں اور اس کمی کو پوری کرنے کے لئے جناب چیز میں! ہمارے پاس ایک پرانا بھل گھر کوئی تھرمل جو کوئلہ سے چلتا تھا اُس کی حالت بھی آپ کے سامنے ہے۔ اس کی مشینی shift کی جا رہی تھی یہاں ان کی کیا حالت ہے۔ دوسرا ہمارے پاس حبیب اللہ کوٹل پاور کمپنی بنی۔ ان کے ساتھ حکومت نے معاملہ کیا تھا سوئی سدرن گیس کمپنی نے 1999ء میں، اُس کے مطابق کوئی 20 سال تک گیس سوئی سدرن گیس کمپنی نے حبیب اللہ کوٹل پاور کو انہوں نے گیس دیا اور اب 20 سال کا وہ اُنکا معاملہ 2019ء میں ختم ہوا تو سوئی سدرن گیس کمپنی نے انکار کیا کہ ہم آپ کو مزید گیس نہیں دیں گے اور جس کی وجہ سے اب ایک سال ہوا ہے جناب چیز میں! کہ حبیب اللہ کوٹل پاور ہاؤس، وہ بند پڑا ہوا ہے۔ اُس کی بندش کی وجہ سے بہت حد تک ہمیں بھل کی کمی کا سامنا کرنا پڑ رہی ہے کوئی شہر کی میں بات کروں گا خاص کر میرے حلقة کی 24 گھنٹے میں کم و بیش 9 سے 10 گھنٹے تک بھل نہیں ہوتی اتنا دو بھی نہیں میرا حلقہ انتخاب۔ سریاب مشرقی بائی پاس، بھوسہ منڈی، کبرامنڈی، خلنجی کالونی، بڑی آباد، سریاب مل، کلی شاہ نواز، محمود آباد، بڑی بھل کالونی یہ علاقوں میں آپ یوں سمجھیں کہ یہ بھی اب کوئی شہر میں حساب ہونے لگا۔ لیکن وہاں بھی 9 گھنٹے سے زائد ایسے ہمارے پاس فیڈر ہیں سریاب کافیڈر ہے کرانی کافیڈر، پیشون آباد کافیڈر، مہر درکا، کہ وہاں گیارہ گیارہ، بارہ بارہ گھنٹے بھل نہیں ہوتی ہے۔ اور جب ہم کیسیکو والوں سے بات کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس بھل نہیں ہے اور جب اس حوالے سے بات کی جاتی ہے کہ سوئی سدرن گیس، وہ بھی آپ کو پتا ہے جناب چیز میں! سوئی سدرن گیس والوں نے حبیب اللہ کوٹل پادر کا گیس بند کر دیا ہے جس کی وجہ سے ان کا پاور ہاؤس بند پڑا ہوا ہے بھل کم مل رہی ہے۔ وہاں جو ہمارے لوگ بیچارے مقامی تھے جو پاور ہاؤس میں کام کر رہے تھے وہ ایک سال سے بے روزگار ہیں اُن کی تنخوا ہیں بند ہیں وہ بیروزگاری کا سامنا کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں جناب چیز میں! آپ کو پتا ہے کہ، ہمارا صوبہ اس وقت، ماضی میں تو بہت زیادہ گیس provide کر رہا تھا جو MMSCFD Million 450 MMSCFD Standard Cubic Feet Gas per day کر رہے ہیں۔ اور ہمیں کوٹل پاور ہاؤس کو محض 25 گیس کی ضرورت ہے only

25 اگر وہ 25 کو provide کریں تو یقیناً یہ پاور ہاؤس دوبارہ چل سکتا ہے۔ لیکن سوئی سدرن گیس کمپنی والوں کا اصرار ہے کہ ابھی آپ کو یہ پر گیس نہیں ملے گا آپ اپنا پاور ہاؤس LNG پر shift کر دیں۔ اب یقیناً وہ زیادہ ان کے لیے مہنگی پڑے گی۔ جب وہ مہنگی گیس لیں گے اس کی وجہ سے پھر بجلی مہنگی ہو جائیگی تو میری request یہ ہے۔ ویسے بھی جناب چیئر مین صاحبِ اگر آئین کے آپ آرٹیکل نمبر 158 آپ ملاحظہ فرمائیں۔ قدرتی گیس کی ضروریات کی ترجیح، جس صوبے میں قدرتی گیس کا کوئی سرچشمہ واقعہ ہو۔ اس سرچشمے سے ضروریات پوری کرنے کے سلسلے میں ان پابندیوں اور ذمہ داریوں کی تابع جو یوم آغاز پر نافذ ہو پاکستان کی دیگر حصوں پر ترجیح حاصل ہوگی۔ یہ 158 constitution کہہ رہا ہے۔ اب اس کے تحت یہ لازم ہے SSGC وہ پاور ہاؤس کو day per day 25 MMSCFD یہ گیس provide کریں تاکہ وہاں پاور ہاؤس بھی چل سکے۔ پاور ہاؤس چلے گا تو بجلی پیدا ہوگی جب بجلی پیدا ہوگی تو یہاں بجلی کی کمی بھی پوری ہوگی جب پاور ہاؤس چلے گا تو وہاں ملاز میں کوتخواہیں ملیں گی۔ وہاں جتنے بھی ہمارے ملاز میں کام کر رہے ہیں پاور ہاؤس میں۔ ان کی ملاز میں بھی ہوں گی ان کی کوتخواہیں بھی ہوں گی اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں بجلی بھی provide ہوگی ابھی بعض اوقات یہاں main lines جو ہمارے پاس آ رہی ہیں اُوچ پاور پلانٹ سے یا گدو آ رہی ہے سندھ، سے آ رہی ہے اس میں عموماً تخریب کاری کے واقعات ہوتے ہیں وہ disconnect ہوتا ہے ابھی سیالاب کی وجہ سے گیس disconnect ہوا تھا بجلی کے کھمبے اڑائے جاتے ہیں۔ تو کم از کم یہ ہمارے پاس تو پاور ہاؤس ہو گا وہ مسلسل کوئی شیدول کے مطابق ہمیں بجلی دیں سکیں گے۔ اب یہ بھی بند پڑا ہوا ہے۔ آپ کا تھرمل پاور جو ہے ناں شیخ ماندہ اس کی حالت آپ دیکھیں جب آپ کی بجلی منقطع ہو گی وہاں کھمبے اڑائیں گے پھر تو ہمارا پورا صوبہ ہمارا capital جو ہیں وہ اندر ہیروں میں ہو گا۔ تو میں تمام ممبران سے میں گزارش کروں گا کہ وہ اس قرارداد کی حمایت کریں اور اس کو منظور کرائیں میں ہاؤس سے شکریہ۔

**جناب چیئر مین:** کوئی اور دوست قرارداد نمبر 85 پر بولنا چاہیں گے۔ جی اکبر مینگل صاحب۔

**میر محمد اکبر مینگل:** بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب چیئر مین صاحب قرارداد نمبر 85 جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب نے پیش کی یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ آج کل زندگی کا دار و مدار بجلی سے وابستہ ہے اگر بجلی نہ ہو تو کچھ بھی نہیں ہے اس وقت وفاتی ادارے جو واپڈا کی صورت میں یا سوئی گیس کی شکل میں ہے ان کی زیادتی بلوچستان کی عوام کے ساتھ اور اس صوبے کے ساتھ ہیں۔ اس وقت بھی صوبہ بلوچستان کے دور دراز علاقوں میں بجلی نہ ہونے کی برابر ہے۔ چچ گھنٹے بجلی دیتے ہیں یا تین تین گھنٹے بجلی دیتے ہیں تو فیڈ روں پر جب یہ تقسیم ہوتا

ہے تو آپ یقین کریں کہ دو دن کے بعد ایک فیڈر کا نمبر آتا ہے جس میں اُس کو تین گھنٹے بھلی مت ہے۔ اُس سے ہم کوئی اور فائدہ نہیں اٹھاسکتے لیکن چونکہ آج کل پانی سپلائی جو ہوتا وہ بھلی کی وجہ سے ہوتا ہے اگر بھلی نہیں ہو تو آپ کو پانی سپلائی بھی نہیں ہوتا۔ کم سے کم دو تین دن کے بعد جب سپلائی شروع ہوتی ہے تو لوگ پہلے سے انتظار میں ہوتے ہیں کہ بھلی کب آئیگی تاکہ ہم واٹر سپلائی اپنا شروع کر سکیں۔ اسی طرح آپ کا جو تعلیمی سلسلہ ہے اُس پر بھی اثر پڑے گا اگر آپ بھلی نہیں دیں گے تو اسی طرح کارروبار کے حوالے سے جو private sector سارے شعبے بھلی پر چلتے ہیں وہاب کمکل طور پر مفلوج ہو چکے ہیں آپ کا زراعت جس سے بلوچستان کے بہت سارے علاقے وابستہ ہیں جب بھلی نہیں ہوگی تو زراعت نہیں کر سکیں گے بے روزگاری ہوگی۔ جناب اپنے کیکر! میں سمجھتا ہوں جیسے میں نے پہلے اپنے الفاظوں میں کہا کہ زندگی کا دار و مدار بھلی سے منسلک ہے مجھے یاد ہے کہ یہاں ایک بریفمنگ ہوئی تھی کیسکو کے سربراہ یہاں جو آئے تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ ہمارے پاس اتنا بھلی ہے کہ اگر ہم دینا چاہیں تو بلوچستان کو 24 hours بھلی دے سکتے ہیں۔ لیکن نہیں دینے کی بھی وہ بہانہ بناتے ہیں کہ جی آپ لوگوں کا billing ہے وہ ابھی تک ادا نہیں ہوا ہے آپ لوگوں کا یہ ادا نہیں ہوا ہے وہ ادا نہیں ہوا ہے، آپ کے غیر قانونی connections ہیں۔ بس کسی نہ کسی بہانے کی صورت میں بلوچستان کے لوگوں کو تنگ کیا جاتا ہے گرمیوں میں بھی بھلی نہیں سردیوں میں بھی نہیں۔ سردیاں جب آئیں تو گیس نہیں تو یہ ایک سلسلہ ہے جو چلتا رہتا ہے یہ آنکھ چوپی یہاں کے عوام کے ساتھ چل رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی اہمیت کا حامل قرارداد ہے۔ پورا House کی حمایت کرے گا اور ہم سب اس کی حمایت کرتے ہیں۔ اور فوری طور پر اتنے ہم منسلک پر کم سے کم وفاق سے رابط کرنا چاہیے۔ بھلی کی ترسیل کو یقینی بنانا چاہیے گھر گھر، گاؤں گاؤں، گلی گلی، کوچ کوچے میں۔ تا کہ وہ لوگ جو زمینداری سے وابستہ ہیں، وہ لوگ جو ایجوکیشن سے وابستہ ہیں، اور خاص کر ہماری جو واٹر سپلائیز ہیں بہت سارے علاقوں میں وہ پرانہ والا سٹم اب نہیں رہا کنوں والا واٹر سپلائی بھلی پر چلتی ہے جب بھلی نہیں ہوگی تو لوگوں کو پینے کا پانی بھی میسر نہیں ہو گا تو یہ بہت سارے ایسے نوعیت کے منسلک ہیں جو اس ادارے سے منسلک ہیں ابھی تک یہ غیر ذمہ داری کا ثبوت پیش کر رہا ہے اس صوبے کے ساتھ تو کم سے کم اس House کی طرف سے ایک پیغام جانا چاہیے کہ اس کی ترسیل کو، اس کے function کو باقاعدہ کرنا چاہیے۔ صحیح طور پر تمام علاقوں کو سپلائی کرنا چاہیے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ جناب اکبر مینگل صاحب۔ ملک صاحب آپ اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ جی ملک سکندر صاحب قائد حزب اختلاف۔

**قائد حذب اختلاف:** thank you جناب چیئر مین صاحب، اس پر تفصیل تو آگئی ہے جس طرح قرارداد میں بھی کہا گیا ہے کہ کوئی میں اب دوبارہ سردیاں شروع ہو رہی ہیں اور اب کوئی یا باقی جو بیہاں تک گیس گئی۔ ویسے بھی بلوچستان میں گیس سپلائی تو نہیں ہوئی ہے۔ لیکن جن جن علاقوں میں گیس کی سپلائی ہوئی ہے یہ آئینی فریطہ ہے گیس کمپنی کا جہاں سے وہ بل لیتے ہیں پسیے وہ لوگ جمع کرتے ہیں پھر سرچارج دیتے ہیں، پھر ڈبل سرچارج دیتے ہیں اور اس کے باوجود بھی اگر ان کو گیس نہیں ملتا تو یہ اخلاقی طور پر بھی جرم ہے، آئینی طور پر بھی جرم ہے، قانونی طور پر بھی جرم ہے۔ اس قرارداد کی ہم بھر پور حمایت کرتے ہیں اور گزارش یہ ہے کہ قرارداد کو منظور کی جائے اور اس کو follow کیا جائے اور ان سردیوں کے موسم میں خاص کر بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ بے انصافی نہ کی جائے۔ thank you

**جناب چیئر مین:** شکریہ جناب ملک سکندر صاحب قائد حذب اختلاف۔ اب گورنمنٹ کی جانب سے کوئی بولنا چاہے گا۔ ملک نصیر شاہوںی صاحب۔ ویسے روایتاً قائد حذب اختلاف کے بعد نہیں بولنا چاہیے لیکن چلیں آپ بولیں۔

**ملک نصیر احمد شاہوںی:** نہیں میں نے ہاتھ اٹھایا تھا قائد حذب اختلاف نے اُس وقت اظہار نہیں کیا تھا، تو آپ نے اُن کو پکارا۔

**جناب چیئر مین:** چلو میں نے دھیان نہیں دیا بہر حال آپ بولیں۔

**ملک نصیر احمد شاہوںی:** شکریہ جناب چیئر مین صاحب! یہ ایک انتہائی اہم قرارداد ہے اور خصوصاً بھلی کے حوالے سے کیوں کہ بھلی بلوچستان کا ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ ہمیشہ بیہاں بھلی کی رہتی ہے و لیٹھ کی کمی اور خصوصاً ہمارے زمیندار جب کبھی کبھار روڑوں پر نکتے ہیں تو اُس کی وجہ بھلی ہوتی ہے۔ جناب چیئر مین صاحب! جس طرح نصر اللہ خان زیرے نے کہا کہ 1999ء میں حبیب اللہ کوٹل پا اور جو گیس سے چلتی تھی جب اُس کا باقاعدہ افتتاح کیا گیا اُس کا آغاز کیا گیا تو اُس وقت یہ 120 میگاوات بھلی پیدا کرتی تھی اور اُس وقت جو بلوچستان میں بھلی کی جو کمی اور خصوصاً voltage کی کمی یہ قریب ترین ایک station ہونے کی وجہ سے جب اس کو start کیا جاتا تو بلوچستان بھر میں جو ہے اُس وقت voltage maintain ہو جاتی۔ اب گزشتہ کئی ماہ سے حبیب اللہ کوٹل پا اور کوئی کیا گیا ہے اور میرے خیال میں اس وقت کوئی کمی کے اندر voltage کا ایک بہت بڑا problem ہے لیکن اس کے ساتھ ہی بلوچستان کے دور دراز علاقوں میں بھی اکثر لوگ و لیٹھ کی شکایت کرتے ہیں اُس وقت جناب چیئر مین صاحب! یہ کہا جاتا تھا کہ بلوچستان میں شاید اور خضدار اور لور الائی

ڈی جی خان والا لائن جب یہاں تک پہنچ جائے تو اُس کے بعد شاید بلوچستان میں بھلی کی کی ضرورت نہ ہو لیکن ان دونوں لائنوں کو یہاں تک مکمل کیا گیا ہے تو ان کی جو double circuit ہے وہ جو خضدار اور داد والا لائن ہے اُس کو جب تک مستونگ نہ لایا جائے اور یہ لائن جو اس وقت قلعہ سیف اللہ تک پہنچ چکا ہے اس کی double circuit پیشین خانوزی تک نہ پہنچے اُس وقت تک یہ ولٹچ کا مسئلہ رہے گا۔ اس وقت جب ہماری PSDP بنی نہ صوبائی گورنمنٹ نے اس کے لیے کوئی پیے رکھے اور نہ وفاق سے مطالبہ کیا گیا کہ ان دونوں لائنوں کو مکمل کرتے۔ اگر جناب چیئرمین صاحب! یہ دونوں لائنوں مکمل ہو جاتیں تو بلوچستان کو جو اس وقت میرے خیال میں یہ دونوں لائنوں کے اندر اگر مکمل طور پر بھلی آجائے تو کسی نہ کسی حد تک بلوچستان کو بھلی کی جو ضرورت ہے وہ پوری ہو جاتی لیکن پھر بھلی بلوچستان کی جو بھلی کی ضرورت ہے وہ 50 میگاوات سے زیادہ ہیں اور آبادی دن بدن بڑھتی چلی جاتی ہے نئے connection لوگ لگا رہے ہیں اب جناب چیئرمین صاحب! اس کی وجہ سے اگر حبیب اللہ کوٹل پاور چلے گا تو اُس کی وجہ سے ہمارے ولٹچ پر ایک بہت بڑا اثر پڑے گا۔ اس کی وجہ سے خصوصاً کوئٹہ میں جب بھلی ولٹچ کی کمی بیشی ہوتی اور اُس کے بعد پورے بلوچستان کے اندر تو میں کہتا ہوں کہ آج آپ رولنگ دے دیں کیوں کہ ان کے ساتھ ایک معاهدہ کیا گیا ہے جس طرح نصراللہ زیرے نے کہا کہ جب یہ چلے گی تو ولٹچ جب پوری ہو گی اُس کی وجہ سے ہماری مشینری بھی نہیں جلے گی۔ آپ جب دیکھیں گے بھلی کویاں کوئٹہ میں 130، 120 سے اوپر اس کی جوشوئی ہے وہ نہیں جاتی۔ جب کہ اُس کی ضرورت ان کو 220 ہوتی ہے۔ اور یہ کوئٹہ کے اندر اتنی بڑی پراجیکٹ ہے آپ کی جو داد و خضدار ہے یا آپ کی دادو سے کوئٹہ کے گدو جو لائن ہے وہ 220 میگاوات وہاں سے جب کوئٹہ transmission تک آ جاتی ہے وہ پھر جب یہاں گرڈ اسٹیشن میں پہنچ جاتی ہے تو وہ 190 تک آ جاتی ہے جناب چیئرمین صاحب! اس لیے اُس کی کوپوری کرنے کے لیے میں کہتا ہوں کہ آج آپ ان سے پوچھیں خاص کر جب ان کے ساتھ معاهدہ کیا گیا ہے۔ جب تک حبیب اللہ کوٹل پاور نہیں چلے گایا وہ دونوں سرکٹ جو ایک اس وقت سوراب تک آچکی ہے اور دوسرا جو ہے وہ قلعہ سیف اللہ تک وہ پیشین اور مستونگ تک نہیں پہنچیں گے اُس وقت تک پورے بلوچستان میں ولٹچ کا مسئلہ رہے گا۔ ہماری مشینری جلتی رہے گی، ہمارے زمینداروں کا نقصان ہوتا رہے گا، گھروں میں مشینری جلیں گے، آپ کی یہ جو جتنے بھلی آپ کی مشینری ہے چاہے پھنگے ہیں، فرج ہے، اُس کے اندر دوسرے اشیاء ہیں جن کو آپ استعمال کرتے ہیں اس وقت تک ولٹچ کی کمی بیشی رہے گی تو میں کہتا ہوں کہ Chair کے حوالے سے آج پونکہ یہ انتہائی اہم قرارداد ہے یہ ہم منظور تو کریں گے لیکن آپ حبیب اللہ کوٹل پاور ہمارے کیسکو کے چیف کو

بلا کراؤن سے پوچھیں کے کیوں اس کو نہیں چلایا جا رہا ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ صوبائی گورنمنٹ سے کہیں کہ وہ اپنے فنڈز سے یہ جو ڈبل سرکٹ آرہا ہے داد خضدار اور لورالائی ڈی جی خان ایک کو پشین تک اور دوسرے کو مستونگ تک جب پہنچائیں گے تو یہ رنگ وہ ہو جائے گا۔ اگر کہیں بھی ایک سسٹم ڈریپ ہو گا تو دوسرے سسٹم کے حوالے سے پورے صوبے کو بجلی ملے گی۔ تو آپ یہ دونوں کے لئے رونگ دے دیں میرے خیال میں، ایک تو یہ دونوں لائنوں کو مکمل کرنے کا اور دوسری حبیب اللہ کو شکل پا اور کو چلانے کا۔ بہت مہربانی شکریہ۔

**جناب چیئرمین:** شکریہ جناب ملک صاحب۔ اب میں فلور دیتا ہوں ما جبین شیران صاحب کو۔

محترمہ ماہ جبین شیران (پارلیمانی سیکریٹری برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور ارتقی نسوان) : بہت شکریہ چیئرمین صاحب! جو معزز رکن نے قرارداد پیش کیا ہے اس کی ہم مکمل حمایت کرتے ہیں۔ اور یہاں میں اپنے علاقے مکران کی بات کروں گی کیوں کہ مکران میرا علاقہ ہے وہاں سے میرا تعلق ہے اور جناب چیئرمین! آپ کا بھی تعلق ہے، آپ کو بالکل بخوبی اُس کا علم ہے کہ کیا صورتحال ہے وہاں بجلی کا۔ بہت بڑا مسئلہ ہے مکران میں بجلی کا اور پورا سال غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ جو ہے جاری ہے۔ گھنٹوں گھنٹوں بجلی نہیں ہوتی ہے تقریباً 10 گھنٹے سے اوپر 15, 16, 15 گھنٹے تک بجلی نہیں ہوتی ہے۔ اور گرمیوں میں تو مت پوچھیں جب وہاں 52 سینٹی گریڈ کی گرمی میں وہاں پوری رات اور دن بھر بجلی نہیں ہوتی ہے۔ اور دوسرا جو ہے وہاں جو دہشت گردی کی لہر آئی تھی اور یہ knowledge میں ہے کہ وہاں 5 یا 10 سال پہلے کی بات ہے وہاں جو دہشت گردی کی لہر آئی تھی اور یہ سارے حالات اس طرح ہوئے تھے پھر فلڈ ہوا تھا اس دورانِ توبل جمع نہ ہو سکے لوگوں کی اس وجہ سے ابھی جو مکران کا ہر ایک گھر واپٹا کا 10 لاکھ یا 15 لاکھ یا اس سے اوپر کا ممنوع ہے۔ تو اُس کے لیے ہم نے ایک قرارداد بھی لے کر آئے تھے تو اُس پر ہماری جو بجلی ہے وہ سب کو پتہ ہے کہ ایران سے آتی ہے، وفاقی حکومت سے ہم نے مطالبہ کیا تھا کہ یہ جو ان کے اوپر اتنے فرنے ہیں ان کو معاف کیا جائے۔ پھر دوبارہ نئے میٹر لگائیں جائیں اور نیا system جو ہے billing کا وہ شروع کیا جائے۔ تو ابھی تک وہ پتہ نہیں کیا مسئلے مسائل ہیں کہ وہ system ابھی تک نہیں لگ سکا ہے۔ اُن کے میٹر نہیں لگے ہیں لیکن بل ان کے ہر month آتے رہتے ہیں۔ ہزار لیتے ہیں ان سے یادو ہزار اتنے کے قریب۔ وہ جو ان کے اوپر پیسے جو ممنوع ہیں وہ کم نہیں ہو رہے ہیں۔ وہ بڑھتے جا رہے ہیں اور monthly یہ بھی دیتے جا رہے ہیں بجلی کا بھی بہت براحال ہے۔ تو یقیناً ہم اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتے ہیں تو اس کی منظوری کی حمایت کرتے ہیں۔

**جناب چیئرمین:** شکریہ محترمہ ماہ جبین صاحبہ۔ اب قرارداد نمبر 85 پر اظہار خیال کرنے کے لیے فلور دی

جاتی ہے بشری رند صاحبہ کو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور ارتقی نسوان: thank you چیئرمین صاحب! یہ بہت اہمیت کی حامل قرارداد ہے جو زیرے صاحب لائے ہیں میں اس کی تائید کرتی ہوں بالکل اس کو منظور ہونا چاہیے۔ کیونکہ بھلی نہ اپوزیشن نہ گورنمنٹ بلکہ ہر عام و خصوص کا مسئلہ ہے جس پر ہم سب کو آواز اٹھانے کی بہت سخت ضرورت ہے۔ load shedding کا دیکھا جائے کہ کوئی سڑی میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جو اس سے پنج ہوں چاہئے وہ جناح ناؤں ہوس ریاب ہو چاہئے ہزار بھجی کا علاقہ ہو یا پھر لیافت بازار ہر طرف آپ دیکھیں لوگوں کو یہی پریشانی ہے یا تو 6 سے 8 گھنٹے load shedding کوئی سڑی میں ہو رہی ہے۔ اور voltage کی وجہ سے لوگوں کے آئے دن مشینری خراب ہو رہی ہے۔ جس کی وجہ کافی بڑا نقصان ہے میں کہتی ہوں کہ یہ بھلی کا مسئلہ تو ہمیشہ سے چلتا آرہا ہے لیکن اگر ہم اس پر صحیح معنوں میں اگر ایک اقدام اٹھائیں تو ہم لوگوں کا یہ مسئلہ حل کر سکتے ہیں اور میں بالکل زیرے صاحب کی حمایت کرتی ہوں کہ وہ یہ قرارداد لایا ہے اس پر ہم مشترک طور پر چاہتے ہیں کہ یہاں اُن بولیا جائے اور ہم سب جو ہے ان سے بات کریں واپڈاوالوں سے تاکہ اُن کو حکم دیا جائے کہ وہ یہاں آئیں۔ thank you جی بہت شکر یہ جناب چیئرمین: شکر یہ رند صاحبہ! اب قرارداد نمبر 85 منظور کے لیے۔ جی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! اگر آپ اس پرولنگ دیدیں سوئی سدرن گیس کمپنی اور کیسکو اور ساتھ ہی حبیب اللہ کوٹل پاور کے حکام کو یہاں اسٹیلی Floor پر آ جائیں، ان کی تفصیل ہمیں دیدیں کہ اس کو کیوں نہیں چلایا جا رہا ہے کیوں گیس نہیں دیا جا رہا ہے؟ آپ کی رولنگ کی ضرورت ہے اگر ممبران نے آپ سے request کی تھی اگر کردیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: اس پر میں یہ کہ سکتا ہوں کہ یہ رولنگ دے سکتا ہوں کہ اسپیکر صاحب! کی صواب دید پر میں چھوڑ دیتا ہوں کہ وہ جو متعلقہ ادارہ ہے حبیب کوٹل والے اور سوئی گیس کمپنی والے وہ اپنا کوئی مناسب وقت دیکھیں کہ جو محکم ہیں treasury benches اور opposition benches کے کوئی business کی طرف بڑھاتے ہیں۔ اب قرارداد نمبر 85 فلور پر پیش کی جاتی ہے منظوری کے لیے جو اس کے حق میں ہیں وہ ہاتھ اٹھائیں اور جو اس کے خلاف ووٹ دینا چاہتے ہیں وہ ہاتھ اٹھائیں۔ لہذا خلاف کوئی ووٹ نہیں آیا۔ قرارداد منظور ہوئی۔ اب business کو آگے کی طرف بڑھاتے ہیں۔

مورخہ 14 نومبر 2020ء کی اسمبلی نشست میں باضابطہ شدہ تحریک التوانہر 2 پر مجموعی عام بحث اور بحث کا آغاز کریں گے ملک سکندر خان ایڈوکیٹ صاحب۔

**ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (قاہد حزب اختلاف):** بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب! میں اس لیے بھی آپ کا شکرگزار ہوں کہ جس انداز میں جس تدبیر سے آپ House چلا رہے ہیں یہ بھی قابل تعریف ہے۔ یہ انتہائی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے یہ آئینی مسئلہ ہے یہ state organs کی ڈیوٹی کا مسئلہ ہے یہ حکومت کی آئینی ذمہ داری کا مسئلہ ہے لیکن انتہائی افسوس ہے کہ آئین کی ذمہ داری کو نظر انداز کرتے ہوئے حکومت نے اپنی inefficiency اور incompetance کو روز روشن کی طرح عیاں کر دیا ہے۔ اس طرح لگتا ہے کہ حکومت مدد ہوش ہے اور جب کوئی ہوش میں نہیں ہوتا تو ہر غلط کام کا اُس کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ میں صحیح کر رہا ہوں یا غلط کر رہا ہوں جناب چیئرمین صاحب! آئین کا ایک آرٹیکل ہے 29 اور ایک باب نمبر 2 ہے آئین کا جس کو انگریزی میں principles of policy کہتے ہیں اور اردو میں اس کا نام ہے جناب اسپیکر! حکمت عملی کے اصول اس کا جناب چونکہ میں نے پہلے عرض کیا کہ یہ خالصتاً ایک آئینی مسئلہ ہے ایک ذمہ داری کے احساس کا مسئلہ ہے اور یہ آپ دیکھ لیں جناب چیئرمین صاحب! یہاں آئین کی کھلم، کھلا خلاف ورزی ہو رہی ہے جس کو آرٹیکل 6 میں جا کر گنا جاستا ہے۔ جناب آرٹیکل 29 یہ باب نمبر 2 ہے میں اردو میں اس لیے پڑھوں گا تا کہ یہ ریکارڈ کا بھی حصہ بنے اور یہ آئینی شق جو ہے یا آئینی تقاضے یہ پورے نہ ہونے کا اس حکومت کی طرف ایک باقاعدہ جناب چیئرمین صاحب! ایک باقاعدہ message جائے۔ کہ آیا یہ صرف یہ نہیں ہے کہ یہ لوگ بھاگ جاتے ہیں اور ان کا مطلب یہ ہے کہ کوئی سن نہیں رہا ہے اس کو سارا پاکستان دیکھ رہا ہے ان کی inefficiency کو اور سارا بلوچستان دیکھ رہا ہے۔ آرٹیکل 29 جناب چیئرمین صاحب! نمبر ایک، اس باب میں بیان کردہ اصول، حکمت عملی کے اصول کہلائیں گے اور مملکت کے ہر شعبے اور ہمیت مجاز کی اور مملکت کے کسی شعبے یا ہمیت مجاز کی طرف سے کارہائے منصوب انجام دینے والے ہر شخص کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان اصولوں کے مطابق جہاں تک کہ وہ اس شعبے یا ہمیت مجاز کے کارہائے منصوب سے تعلق رکھتے ہوں، عمل کریں۔ یعنی اس میں بھی آتے ہیں authorities بھی آتی ہے منسٹر ز بھی آتے ہیں چیف منسٹر بھی آتا ہے جو State organs کے state organs ہیں وہ سارے اس میں include ہیں۔ نمبر 2 جہاں تک حکمت عملی کے کسی مخصوص اصول پر عمل کرنے کا انعام اس غرض کے لیے وسائل کے میسر ہونے پر ہو تو وہ اصول ان وسائل کے دستیابی پر مشروط تصور کیا جائے گا۔ نمبر 3 جناب اسپیکر! یہ انتہائی اہم ہے جو اس حکومت کی ذمہ داری ہے ہر سال

کی نسبت صدر و فاقہ کے امور سے متعلق اور ہر صوبے کا گورنراپنے صوبے کے امور سے متعلق حکمت عملی کے اصولوں پر عمل کرنے اور ان کی تعمیل کرنے کے بارے میں ایک رپورٹ تیار کرائے گا، مجلس شوریٰ کا ہر ایک ایوان پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی کے سامنے جیسی بھی صورت ہو پہنچ کرے گا۔ اور نہ کوہہ رپورٹ پر بحث کے لیے قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلی کے جیسی بھی صورت قواعد انصباط کار میں گنجائش رکھی جائیگی یہ جناب اپسیکر! یہ حکمت عملی کی اصول ہے اور حکمت عملی ایک guiding principles ہیں اس مملکت کو چلانے کے لیے ریاست کو چلانے کے لیے اور یہ سب سے بڑا پر مفخر جو بات ہے chapter 2 یہ سب سے زیادہ پرمفخر بات ہے اس میں جو حکمت عملی کے اصول ہیں جناب چیئرمین صاحب اُس حکمت عملی کے اصول کوں کوں سے ہیں جناب۔ اُس میں حکمت عملی کے اصول میں جناب اپسیکر! نمبر 1 اسلامی طریقہ زندگی، یہ حکمت عملی کا اصول ہے۔ نمبر 2 بلدیاتی اداروں کا فروغ، یہ حکمت عملی کا اصول ہے۔ اور آرٹیکل 33 علاقائی اور دیگر مماثل تعصبات کی حوصلہ شکنی کی جائیگی یہ حکمت عملی کا اصول ہے۔ آرٹیکل 33 قومی زندگی میں عورتوں کی مکمل شمولیت، یہ حکمت عملی کا اصول ہے۔ اور آرٹیکل 35 جناب چیئرمین صاحب! خاندان وغیرہ کا تحفظ، یہ حکمت عملی کا اصول ہے۔ آرٹیکل 36 اقلیتوں کا تحفظ، یہ حکمت کا اصول ہے۔ آرٹیکل 37 جناب چیئرمین صاحب! معاشرتی انصاف کا فروغ اور معاشرتی برائیوں کا خاتمه۔ یہ guideline principles ہیں، یہ حکمت عملی کے اصولوں میں دیئے گئے ہیں۔ یہ سارے آرٹیکلز یہ آئین کا حصہ ہیں اور اس کی پابندی جو ہے وہ سب پر لازم ہیں۔ اور اُس کے بعد آرٹیکل 38 ہے عوام کی معاشرتی فلاج و بہبود کا فروغ، یہ حکمت عملی کا اصول ہے۔ تو اس طرح اس سے آگے جا کر آرٹیکل 39 مملکت پاکستان کے تمام علاقوں کے لوگوں کو پاکستان کی مسلح افواج میں شرکت کے قابل بنائے گی۔ یہ حکمت عملی کے اصول میں ہیں۔ آرٹیکل 40 عالم اسلام سے رشتہ استوار کرنا اور بین الاقوامی امن کو فروغ دینا۔ یہ حکمت عملی کے اصول ہیں۔ یہ guideline principles ہیں۔ اس مملکت کے لیے ایک ریاست کے لیے ایک حکومت کے لیے کہ حکومت یہ جو حکمت عملی کے اصول اپنائے گی تب جا کر وہ اس مملکت کو ایک پائیدار مملکت کے طور پر چلا جائیگی۔ توجہ آرٹیکل (3) 29 ہے اُس کی خلاف ورزی بالکل یعنی بغیر کسی شک و شبہ کی ہوئی ہے۔ کوئی رپورٹ، یہ دو سال تو ہمیں یہاں ہوئے ہیں کوئی رپورٹ پیش نہیں ہوئی ہے۔ اس سے پہلے بھی آپ رہے ہیں میرے خیال میں اب تک اس آئینی اور دستوری ضابطوں کے آرٹیکلز کی بر ملا violation کی گئی ہیں۔ جس میں یہ آئین سے غداری کے شمن میں آتا ہے۔ اور آئین سے غداری جناب ایک بہت بڑا جرم ہے۔ جناب چیئرمین! یہاں آئین کے آرٹیکل 6 کو اگر آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ کوئی بھی شخص جو طاقت کے

استعمال یا طاقت سے یادگر غیر آئینی ذریعے سے دستور کی تنفس کرے، تخلیق کرے، معطل کرے یا اتوامیں رکھے یا اقدام کرے یا تنفس کی سازش کرے یا تخلیق کرے یا معطل یا اتوامیں رکھے، علیٰ گی نداری کا مجرم ہو گا۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ ایک آئینی آرٹیکلز ہیں، حکمت عملی کے اصول کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ یہ دیدہ دانستہ ہوئی ہیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہاں آئین کی علیٰ گی نداری ہوئی ہے۔ اور جب آئین کی نداری ہو گی۔ تو پھر نہ حکومت کو حکومت کرنے کی قانونی آئینی حق حاصل ہے اور نہ ہی یہ حق حاصل ہے حکومت کو کہ وہ اس پر برآ جمان رہے۔ اور مدد ہوئی کی حالت میں وہ بغیر اس بات کی پرواہ کئے بغیر کہ میری ذمہ داریاں کیا ہیں مجھے کرنا کیا چاہیے۔ اس لیے میں عرض کرتا ہوں کہ یہ اس آئین کی نداری کا نوٹس لیا جائے۔ اور جناب چیئرمین صاحب! یہ جو تمام 10 شقیں ہیں، ان میں سے ہر ایک کے بارے میں اس کی ترقی کے لیے اس پر عملدرآمد کے لیے یہ ذمہ داری تھی کہ یہ رپورٹ پیش کی جاتی۔ اب جناب چیئرمین صاحب! اب اگر آپ صرف آرٹیکل 31 کو ملاحظہ فرمائیں۔ آرٹیکل 31 آئین کہتا ہے جناب چیئرمین صاحب! پاکستان کے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساس تصورات کے مطابق مرتب کرنے کے قابل بنانے کے لیے اور سہولیتیں فراہم کرنے کے لیے اقدامات کئے جائیں گے جن کی مدد سے وہ قرآن پاک اور سنت کے مطابق زندگی کی مفہوم سمجھ سکیں۔ یہ آئینی تقاضہ ہے جناب چیئرمین صاحب! اسی کے بابت سالانہ رپورٹ پیش ہوتی ہے کہ اس سال کہ یہ جو بلوچستان کا معاشرہ ہے یا پاکستان کا معاشرہ ہے اس میں ان کی زندگیاں قرآن اور سنت کے مطابق بنانے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں۔ کیا کیا مصارف کئے گئے ہیں کون کون سے تجاویز دیئے گئے ہیں کس طرح یہ movement ہوئی ہے اسی طرح تو قوم بنائیگی۔ اب جو قوم کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے جناب چیئرمین صاحب! اس کی وجہ یہ ہے کہ اس آئین کو ملحوظ نظر نہیں رکھا جاتا اس آئین پر عمل نہیں ہوتا اور یہ ایک اسلامی ملک ہے اور اس میں یہ provision یا آرٹیکل 31 یا آئین کا حصہ ہے۔ اس کی پابندی کا، یہ جو آج بھاگ گئے ہیں اس House کو چھوڑ کر ان سب نے اس کا حلف اٹھایا ہے کہ ہم اس آئین کی پابندی بھی کریں گے اور اس کی implementation بھی کریں گے۔ لیکن پابندی بھی نہیں ہے planing ہم نے کی ہے یہ طریقہ فروغ، یہ بھی آئینی تقاضہ ہے۔ اور توں کو عملی زندگی میں کامل شرکت اس لیے کون سار پورٹ اب تک پیش ہوئی جس میں کہا گیا ہو کہ اس طرح یا اقدامات یہ منصوبہ سازی ہم نے کی ہے یہ planing ہم نے کی ہے یہ طریقہ کا رہم نے وضع کیا ہے۔ اسی طرح جناب چیئرمین صاحب! اگر آپ دیکھ لیجئے۔ کہ یہ جو علاقی اور دیگر ممالک

تعصبات ہیں، تو می وحدت کو یکجا کرنے کے لیے۔ یہ آئین کے پاسداروں کے آئین کے تحت حلف اٹھانے والوں کی ذمہ داری ہے۔ حکومت کرنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ پورے پاکستان میں تعصبات سے پاک پاکستان بنائیں۔ اور پورے بلوجستان تعصبات سے پاک بلوجستان بنائیں اس کے لیے کیا خاکہ آج تک انہوں نے پیش کیا ہے؟ اُسکے لئے کون سی رپورٹ جناب کے سامنے آئی ہے؟ اور کون سی رپورٹ اسمبلی کے سامنے پیش ہوئی ہے؟ یہ آئین کی خلاف ورزی کی گئی ہے اور آئین سے غداری کے مرتكب ہوئے ہیں۔ اسی طرح جناب دیکھ لجئے معاشرتی انصاف اور معاشرتی برائیوں کا خاتمه۔ آپ دیکھ لجئے ساتھیوں نے مختلف مقامات آپ کے سامنے یہ سب تفاصیل رکھ دیے ہیں کہ بلوجستان کو منشیات کا برائیوں کا گڑھ بنایا جا رہا ہے۔ دیدہ دانستہ مختلف علاقوں کو focus کر کے وہاں برائیاں پھیلائی جا رہی ہیں۔ جبکہ آئین کا تقاضہ یہ ہے معاشرتی اچھائیاں اُجاگر کرنا معاشرتی برائیوں کا خاتمه کرنا۔ اُس کے لیے کون سی رپورٹ آئی ہے؟ کون سی چیزیں جناب کے سامنے رکھی گئی ہیں؟۔ جس میں یہ پتہ چلے اس حکومت نے اس سلسلے میں اس آئینی تقاضے کو کسی بھی صورت میں پورا کیا ہے یا نہیں؟ یہ آئین کی خلاف ورزی ہے۔ اسی طرح جناب عوام کی معاشری، معاشرتی فلاح و بہبود کا فروع۔ کونسا منصوبہ کون سی رپورٹ آئی ہے کہ بلوجستان کی عوام کی معاشری حالات بہتر بنانے کے لئے صرف مہنگائی ہے وہ آسمان پر ہے غریب جو ہے وہ غریب زمین کے اندر جا رہا ہے۔ جو امیر ہے وہ اُڑ رہا ہے آسمان میں۔ درمیان سے جو متوسط طبقہ ہے اس کا مکمل خاتمه ہو گیا ہے۔ اب یہ کیا پالیسی لائے ہیں کس پالیسی پر وہ بات، کوئی پالیسی جناب کے سامنے لائی گئی ہے؟ ہاؤس کے سامنے کوئی پالیسی لائی گئی ہے؟ تو اسلئے یہ انتہائی ضروری ہے اس پر اقدامات ہوتے تو آج یہ مصیبت نہ ہوتی۔ اگر یہ ساری آئینی پابندیاں یا آئینی تقاضے پورے کیے جاتے یہ جو لوگوں کی جو محرومیاں ہیں لوگوں کی جو تکالیف ہیں وہ رفع ہوتیں۔ تو میں جناب سے ایک گزارش کروں گا جناب چیزیں میں صاحب! ان حالات میں اس میں کسی evidence میں کسی apparently

کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں کسی دوسرے سوچ کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ یہ آئین یا اس کی ذمہ داری تھی یہ پوری نہیں ہوئی ہیں۔ رپورٹ کوئی پیش نہیں ہوا ہے کتنے سالوں سے نہیں ہوا ہے۔ یہ جناب کے سامنے ہے۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جناب ایک کمیٹی constituted فرمائیں تا کہ وہ یہ تحقیق کرے دونوں طرف سے ارکان ہو treasury benches کے بھی ہوں اور اپوزیشن کے بھی ہوں اب تک رپورٹ کیوں پیش نہیں ہوئی نمبر 1 نمبر 2 یہ ہے کہ حکمت عملی اصول جو ہے principles of policy اس پر عملدرآمد کے لئے کیا کیا طریقہ کارہونا چاہیے حکومت سے کہا جائے کہ یہ رپورٹ کیوں نہیں پیش کی گئی؟ اس

رپورٹ کو پیش نہ کرنے کی پاداش میں جو آئین کی خلاف ورزی ہوئی ہے اُس کی سزا ہونی چاہیے۔ بہت شکریہ جناب چیری میں صاحب۔

**جناب چیری میں:** شکریہ جناب ملک سکندر خان صاحب قائد حزب اختلاف اور کوئی دوست اس پر بولیں گے۔

**قائد حزب اختلاف:** میری گزارش ہے مہربانی فرمائکمیٹی کا اعلان فرمادیں تاکہ اس آئینی خلاء کو پُر کیا جائے اور اس آئین کی خلاف ورزی کا خاتمہ ہو سکے، یہ میری گزارش ہے۔

**جناب چیری میں:** جناب ملک صاحب! آپ کی بات بجا ہے میں نے بھی آئین منگوا کے دیکھ لیا ہے اس میں آرٹیکل 29 کا نمبر 3 ہو، ہبھو ہی کہتا ہے جو آپ فرمار ہے تھے فلور پر۔ اب اس میں یہ ہے کہ ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ اس آئین کے مطابق جس کی بھی یہ ذمہ داری ہے یہاں تو Governor اور President by virtue of Governors۔ اور post. اُنہی کے نام ہیں ان کے عہدے کے ساتھ یہ مسلک ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ آپ حکومت ویسے بیٹھ کے نا، یہ تو آئینی bindings ہیں ان پر، اس آئین کے مطابق۔ تو بجائے اس کے کمیٹی بنے ہم ویسے بیٹھ کے اس مسئلہ کو اگر دیکھ لیں۔

**قائد حزب اختلاف:** بہت شکریہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جب آپ کی طرف سے رولنگ آئے گی تو وہ اس ذمہ داری کا۔ president جا کے خود تو رپورٹ نہیں بناتا۔ آئین میں لکھا گیا ہے each organs جس میں سیکرٹری بھی آتے ہیں جس میں وزیر بھی آتے ہیں and each authority of State. جس میں وزراءۓ اعلیٰ بھی آتے ہیں۔ یہ سارے اس کے ذمہ دار ہیں اور رپورٹ تیار کریں اور وہ رپورٹ ایک آئینی تقاضا Governor کے through پیش ہو گایا President کے کمیٹی کا constitute کرنے کا اعلان فرمائیں گے اس کا فائدہ یہ ہو گا یہ ایک آئینی تقاضا پورا ہو گا آئندہ کے لئے کم از کم یہ آئین شکنی نہیں ہو گی آئین سے انحراف نہیں ہو گا اور اس طرح سدھار کی طرف ایک قدم ہم آگے جائیں گے۔ آپ رولنگ نہیں دیں گے؟ تو پھر ابھی ان کی یہ حالت ہے تو بعد میں کیا ہو گا ان سے کیا نتیجہ نکل سکے گا ہماری جو مایوسیاں ہیں وہ اور بھی بڑھ جائیں گی۔

**جناب چیری میں:** چونکہ اس ہاؤس کے Custodian اسپیکر صاحب! ہیں تو میں رولنگ دیتا ہوں کہ اسپیکر صاحب! کے صواب دید پر چھوڑ کر، کمیٹی میں اسپیکر صاحب Chair! کریں گے۔ اور اسپیکر صاحب! کی benches treasury benches سے اور دو بندے اپوزیشن Chairmanship میں دو بندے

سے لیے جائیں گے اس کمٹی کے لیے۔ لیکن ناموں کو decide کرنا کہ اپوزیشن اور حکومت میں سے کون ہوں گے۔ یہ میں اسپیکر صاحب! کے صواب دید پہ چھوڑتا ہوں۔  
اب میں گورنر صاحب کا حکمنامہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

### ORDER

In exercise of the powers conferred on me by Article 109(b) of the constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973, I Justice (Retied) Amanullah Khan Yasinzai, Governor of Balochistan hereby order that .on conclusion of the business of session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Thursday the 17th September, 2020.

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کلیئے ملتوی کیا جاتا ہے۔  
(اسمبلی کا اجلاس رات 9 بجے 20 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

